بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۹ | شمارہ ۴۵

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. ...

بختام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

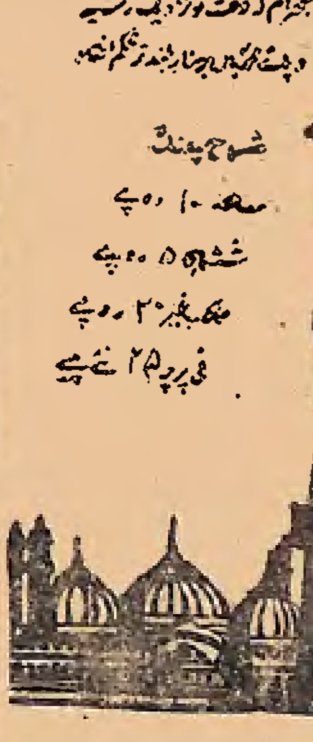

اخبار احمدیہ

قادیان ۴ نبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق مورخہ ۲۹ اخاء (اکتوبر) کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ انفلوئنزا کی تکلیف میں بحمد اللہ پہلے کی نسبت افاقہ ہے لیکن طبیعت ابھی تک پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور انور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین —— حضور ایدہ اللہ کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۴ نبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ محترم موصوف کی بڑی صاحبزادی امۃ العلیم عصمت صاحبہ مورخہ ۳ ماہ حال کو ربوہ تشریف لے گئیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین ٭

۴ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ | ۵ نبوت ۱۳۴۹ ہش | ۵ نومبر ۱۹۷۰ء

غایت درجہ مخدوش اور نامساعد حالات میں خالص اعلائے کلمۂ اسلام پر مبنی

رڑکی میں جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کی نہایت درجہ کامیاب سالانہ کانفرنس کا انعقاد

جملہ پیشوایان مذاہب کی تعظیم و تکریم اور عقائد و تعلیمات احمدیت سے متعلق دلچسپ و ولولہ انگیز تقاریر

دعاؤں اور ذکر الٰہی سے معمور ایام میں ہر ہر گام پر اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت اور قدرت کے عظیم الشان جلووں کا ظہور

۵ نومبر 1970 ص ۱

رپورٹ مرتبہ: خورشید احمد انور

مادیت کے اس پُر فتن دور میں جبکہ دُنیا کی بیشتر آبادی مذہب، اور اس کی غرض و غایت سے بیگانہ ہو کر الحاد و دہریت کی رَو میں بہتی چلی جا رہی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے تبلیغ و خدمتِ دین جیسی عظیم مہم کے لئے ایک بے مایہ اور قلیل تعداد جماعت کو منتخب کیا اور پھر اس کے افراد میں دینِ متین کی خاطر حمیت و غیرت اور قربانی و فدائیت کا وہ بے کراں جذبہ پیدا کر دیا جس کی مثال اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں صدرِ اوّل کے بعد کہیں نہیں مل سکتی۔ ایک طرف آپ جماعت احمدیہ کی قلت تعداد اور محدود اسباب کے مقابلہ میں اس کی عظیم الشان اسلامی خدمات کا جائزہ لیجئے تو دوسری طرف صفحۂ زمین پر پھیلے ہوئے ستّر کروڑ مسلمانوں کی کثرتِ تعداد اور دولت کی فراوانی کو مدّنظر رکھ کر اُن کے جمود و بے حسی اور اسلام کے تئیں ان کی بے اعتنائی پر نظر دوڑائیے تو آپ کو یہ فیصلہ کرنے میں قطعاً کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی کہ بلا شک خدمتِ دین ایک ایسی سعادت اور خوش بختی ہے جو بجز اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

یو۔پی کے طول و عرض میں آباد جماعت ہائے احمدیہ کے افراد کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس سعادت و خوش بختی سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ جس کا عملی ثبوت وہ صوبائی کانفرنسیں ہیں جو یہ جماعتیں گزشتہ پانچ سالوں سے یکے بعد دیگرے مختلف مقامات پر منعقد کرتی چلی آ رہی ہیں۔ صوبائی کانفرنسوں کے اس سلسلہ کا آغاز ۱۹۶۶ء میں کانپور سے ہوا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کو علی الترتیب لکھنؤ، شاہجہانپور اور راٹھ (ضلع ہمیر پور) میں نہایت درجہ کامیاب کانفرنسیں منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پانچویں سالانہ کانفرنس کا انعقاد رُڑکی (ضلع سہارنپور) میں ہونا قرار پایا جس کے لئے ۲۵ اخاء (اکتوبر) کی تاریخ مقرر کی گئی۔

رُڑکی میں احمدیت کی داغ بیل

قارئین بدر اور احباب جماعت کو تعجب ہوگا کہ رڑکی میں انعقاد کانفرنس سے کچھ عرصہ پہلے تک نہ تو جماعت کا کوئی دار التبلیغ تھا اور نہ ہی وہاں پر باقاعدہ کوئی جماعت ہی قائم تھی۔ صرف ایک مخلص نوجوان مکرم یعقوب احمد صاحب بسلسلہ ملازمت رڑکی میں مقیم ہیں۔ موصوف کچھ ہی ماہ قبل احمدیت کے نور سے منوّر ہوئے۔ انتہائی مخلص اور تبلیغی جوش رکھنے والے احمدی ہیں۔ اور اپنی شرافتِ طبع کے باعث اپنے حلقہ احباب میں بے پناہ مقبولیت رکھتے ہیں۔ گو وہ اپنے خاندان میں تنہا احمدی ہیں تاہم دیگر افرادِ خاندان کو بھی اس نورِ صداقت کی طرف کھینچ لانے کی دلی تڑپ اور خواہش رکھتے ہیں۔ ان کے اخلاص و قربانی اور جذبۂ خدمتِ دین کی فراوانی کو دیکھ کر فی الحقیقت رشک ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اخلاص اور جذبۂ خدمتِ دین میں برکت ڈالے اور ان کی نیک خواہشات کو اپنے فضل سے پُورا فرمائے۔ آمین۔

ایک اور دوست مکرم مظاہر حسن صاحب ہیں جنہوں نے چند سال قبل قبولِ احمدیت کی توفیق پائی۔ موصوف کی اصل رہائش پُور قاضی میں ہے مگر آپ مع اہل و عیال کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں گزشتہ دو ماہ سے رُڑکی ہی میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو جس قسم کا اخلاص اور جوش و ولولہ عطا فرمایا ہے بعینہٖ ان کی اہلیہ محترمہ بھی گونڈہ کے ایک مخلص و فدائی احمدی خاندان سے تعلق رکھنے والی مخلص و فدائی احمدی ہیں۔ کانفرنس کے انتظامات کے سلسلہ میں ہر دو میاں بیوی کی خدمات نمایاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب اور مخلص جوڑے کی نیک مساعی کو بپایۂ قبولیت جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی دیکھیں ...)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۵ ر نبوت ۱۳۴۹ ہش

رُوڑکی کانفرنس ــــ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم جلوہ

جلوۂ یار ہے کچھ کھیل نہیں ہے لوگو!
احمدیت کا بھلا نقش مِٹا دیکھو تو!

گزشتہ ہفتہ یو۔پی کے مشہور شہر "روڑکی" میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا جو عظیم جلوہ دیکھا گیا وہ بڑا ہی ایمان افروز تھا۔ بتاریخ ۲۵، ۲۶ ر اکتوبر (اخاء) اس مقام پر احمدیہ صوبائی کانفرنس نہایت کامیاب رہی۔ جو بھی اس تاریخی کانفرنس میں شریک ہوا اس نے بچشمِ خود قدرتِ حق کے رُوح پرور حسین جلوے مشاہدہ کئے۔ اور جو ان تفصیلات کا بغور مطالعہ کرے گا جو اسی پرچہ میں دی جا رہی ہیں بلاشبہ اس روحانی لذّت اور سرور سے وافر حصّہ پائیگا۔!!

رُوڑکی صوبہ یو۔پی کا مشہور شہر ہے۔ جو سہارنپور سے ۳۵ میل جانبِ مشرق ہے۔ دیوبند (جہاں مسلمانوں کی مشہور درس گاہ دارالعلوم دیوبند ہے) سے ۲۱ میل دُور، ہندوؤں کے تیرتھ استھان ھردوار سے ۱۴/۱۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ شہر میں ۶۰ فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے۔ اور سارے علاقہ میں بھی مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

دارالعلوم دیوبند قریب ہونے کے سبب نہ صرف خاص رُوڑکی کا شہر بلکہ سارا علاقہ ہی علماءِ دیوبند کے زیرِ اثر ہے۔ ایسے ماحول میں جماعت کے جلسے کی مخالفت غیر اغلب نہیں۔ چنانچہ مخالفت ہوئی اور پُوری شدت کے ساتھ ہوئی۔ علماءِ دیوبند اس میں پیش پیش رہے حتیٰ کہ شہر کی مسلم آبادی نیز مضافات کے لوگوں کے اندر جماعتِ احمدیہ کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے اور جماعت سے متنفر کرنے کے سلسلہ میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی گئی۔

●ــ کُفر کے فتوے لگائے گئے۔ ●ــ سارے علاقہ میں دُور دُور تک گھوم کر جماعت کے خلاف جی بھر کر پروپیگنڈا کیا گیا۔ ●ــ مخالفانہ اشتہارات شائع کئے گئے۔ اور پُرجوش خطبے دیئے گئے۔ ●ــ کانفرنس میں شریک احبابِ جماعت پر دانت پیسے گئے، فحش گالیاں دی گئیں، دست درازی تک بھی نوبت پہنچائی گئی۔ ●ــ مہمان نوازی کی بلند پایہ اسلامی روایات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے باہر سے روڑکی آنے والے مہمانوں سے بدسلوکی کا برتاؤ کیا گیا۔ ●ــ مقامی مسلمانوں کی طرف سے جماعت کا مکمل بائیکاٹ کرایا گیا۔ حتیٰ کہ تنور والے مسلمان کو اُجرت پر روٹی لگانے سے بھی روک دیا گیا۔ نتیجۃً منتظمین نے نیا تنور نصب کر کے روٹی پکانے کا انتظام کیا۔

ــــــ ⁘ ــــــ

اِسی طرح کانفرنس کے انعقاد کو ناممکن بنانے کے لئے پُورا زور لگایا گیا مثلاً
●ــ عامۃ المسلمین کو جماعت کے جلسہ میں جانے، تقاریر سُننے سے باز رکھنے کی شدّت کے ساتھ تلقین کی جاتی رہی۔ ●ــ جماعت کا لٹریچر لینے اور مطالعہ کرنے سے روکا جاتا رہا۔ ●ــ اگر کسی کے ہاتھ میں احمدیہ لٹریچر نظر آجاتا تو جوشیلے علماء ممکن حد تک اس آدمی کا تعاقب کر کے اس سے چھین کر پھاڑ ڈالتے !!

ــــــ ⁘ ــــــ

●ــ اس کے باوجود قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی قدرت کے جلوے ظاہر ہوئے۔ ●ــ اسلام کے ان نام لیواؤں نے تو جماعت کی مخالفت کی مگر خدا تعالیٰ نے روڑکی شہر میں ہی غیر مسلم شرفاء اور سنجیدہ مزاج پبلک کو جماعت کی مدد اور پُرخلوص تعاون کے لئے معجزانہ طور پر کھڑا کر دیا ــ !! ●ــ کانفرنس منعقد ہوئی اور نہایت کامیابی کے ساتھ نہ صرف ایک روز، بلکہ یکے بعد دیگرے دو روز ــ !! ●ــ کانفرنس میں سامعین کی تعداد ہزاروں نفوس تک پہنچی جن میں غیر مسلم سنجیدہ مزاج مردوں اور خواتین کے علاوہ خاصی تعداد میں مسلمان بھائی بھی کشاں کشاں جلسہ گاہ میں پہنچ جاتے رہے۔ اور پُورے انہماک اور کامل توجہ کے ساتھ تقاریر سُنتے رہے۔ ●ــ پنڈال میں ان حضرات کی مطلق حاضری ہی مخالفین و معاندین کے لئے باعثِ عبرت بنی۔ ●ــ احمدیت کا پیغام مؤثر طریق کی شان کے ساتھ بیانگِ دُہل سُنا دیا گیا اور ــ ●ــ احمدیت کے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں کا بڑی ہی عمدگی کے ساتھ ازالہ ہوا۔ ●ــ دُور دراز سے سفر کر کے روڑکی کانفرنس میں شریک ہونے والے احبابِ جماعت غیر معمولی کامیابی اور فائز المرامی کے ساتھ لوٹے ــ !!

ــــــ ⁘ ــــــ

کانفرنس کے انعقاد سے کئی روز پہلے تک دیوبندی علماء کی شدید مخالفت اور مخالفانہ منصوبوں کی اطلاعات آرہی تھیں۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے اس نوع کی ایک رپورٹ جو حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں بغرضِ دعا ارسال کی گئی۔ اس پر دعا کے رنگ میں حضور نے اپنے قلمِ مبارک سے رقم فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا جلوہ دکھائے !!"

اللہ اکبر! مذکورہ تقابلی صورتِ حال پر غور کیجئے جن مخالفانہ اور پریشان کن حالات میں کانفرنس کا آغاز ہوا اور جس شان و شوکت اور پُر وقار طریق پر اس کا انعقاد عمل میں آیا اس کا ایک ایک پہلو جہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا حسین جلوہ پیش کرتا ہے۔ وہاں اس قادر و توانا کے عظیم احسانات پر مومنوں کے دل اس کی حمد و ثناء سے پُر ہو جاتے ہیں۔ جس نے حضرت امام عالی مقام کی دُعا کو اس رنگ میں درجہ قبولیت بخشا کہ کانفرنس کا کامیاب انعقاد احمدیت کی صداقت پر بجائے خود ایک زندہ اور روشن نشان بن گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ــــــ ⁘ ــــــ

روڑکی کے ایک تعلیم یافتہ سنجیدہ مزاج غیر مسلم دوست نے جب احمدی مقررین کی مدلّل اور ٹو دی پوائنٹ تقاریر سُنیں اور جماعت کے امن بخش صلح کل بے نظیر خیالات سے آگاہی حاصل کی تو دیگر پبلک کے تاثرات کی گویا ترجمانی کرتے ہوئے بے ساختہ کہہ اُٹھے:۔

"اس قسم کی تقاریر کی تو اس وقت سارے ملک کو ضرورت ہے۔ ایسے جلسے تو ہر جگہ منعقد ہونے چاہئیں۔ آپ لوگوں نے اتنا عرصہ روڑکی کو کیوں نظر انداز کئے رکھا ــ !!"

نہیں کہہ سکتے کہ یہ جماعت کی کوتاہی تھی یا حالات کی مجبوری اور اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت! خواہ روڑکی میں جماعت کی آواز بلند کرنے میں تاخیر کی گئی یا نہ، مگر یہ ایک حقیقتِ ثابتہ ہے کہ حالیہ روڑکی کانفرنس کے ذریعہ اس شہر کی جنتا کے ذہنوں میں احمدیت کا جو نقش قائم کر دیا گیا ہے مخالفین کے لئے ممکن نہیں کہ اس نقش کو مٹا سکیں ؎

جلوۂ یار ہے کچھ کھیل نہیں ہے لوگو ؞ احمدیت کا بھلا نقش مِٹا دیکھو تو!

یہ پُرحقیقت شعر حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ اور سچے جانشین رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور روڑکی شہر کے علماء کیا، دُنیا کے تمام مخالفینِ احمدیت کو ۱۹۲۲ء سے ان الفاظ میں کھُلا چیلنج چلا آرہا ہے۔ اور خدا کے فضل سے مخالفین کی شدید مخالفت کے علی الرغم جماعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ حتیٰ کہ اب تو اُسے ایسی بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہو چکی ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ اس پر سُورج غروب نہیں ہوتا۔ اور خدمت و اشاعتِ دین کے سلسلہ میں اس کے کارنامے ایسے درخشندہ اور تاباں ہیں کہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتے ہیں ــ !!

ــــــ ⁘ ــــــ

جہاں تک مخالف علماء کی مخالفت کا تعلق ہے، اس سے بھی بہت پہلے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ایسے سب علماء کو خصوصیت سے مخاطب کر کے اتماماً للحجّۃ فرما دیا تھا:۔

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا۔ اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پُورا نہ کر لے ...... پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲، ۱۳)

اِسی طرح فرمایا:۔

"پس صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ انجام انہی کا ہوتا ہے۔ خدا اپنی تجلیات کے ساتھ ان کے دِل پر نزول کرتا ہے۔ پس کیونکر وہ عمارت منہدم ہو سکے جس میں وہ حقیقی بادشاہ فروکش ہے ــ ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو۔ گالیاں دو جس قدر چاہو اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو۔ اور میرے استیصال کے لئے

(باقی دیکھیں صـ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

ماہِ رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آرہا ہے۔ اس نعمتِ الٰہی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ

یہ مہینہ پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ ہے یعنی روزہ، نماز اور نوافل، تلاوتِ قرآن کریم، سخاوت، اور آفاتِ نفس سے پرہیز

ان بنیادی عبادات کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان گناہوں سے بچے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کو حاصل کرے

اس مہینہ میں دعا پر بھی بہت زور دینا چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر انسان کو اپنی کوشش کا ثمرہ نہیں مل سکتا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۷ / نبوت ۱۳۴۸ ہش (۷ / نومبر ۱۹۶۹ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا:-

ماہِ رمضان

اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آرہا ہے۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مہینے میں تمام قسم کی عبادتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کو قائم کرنے یا ادا کرنے پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ رمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔

پہلے تو روزہ ہے۔ دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قیام اللیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآنِ کریم کی کثرت سے تلاوت ہے۔ چوتھے سخاوت اور پانچویں آفاتِ نفس سے بچنا ہے ان

پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ

عبادات ماہِ رمضان کہلاتی ہیں۔

جہاں تک روزہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حکم دیا اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم) یعنی روزہ گناہوں سے بچاتا اور عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسان کی روحانی سیر کی ابتداء گناہوں سے بچنے سے شروع ہوتی ہے اور اس سیرِ روحانی کی انتہاء اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچتے ہوئے اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے پر ختم ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چونکہ روزہ کا اور رمضان کے مہینے کی عبادتوں کا قیام اس غرض سے ہے کہ انسان ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بھی محفوظ رہے اور اس کی رضا کی جنتوں میں بھی داخل ہو جائے۔ اس لئے ہم تمہیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔

”فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ“
(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

یعنی نہ زبان سے کوئی گناہ کرے اور نہ ہاتھ سے کوئی گناہ کرے۔

حقوق العباد

کا تعلق دو ہی چیزوں سے ہے۔ اور دو ہی گناہوں سے حقوق تلف کئے جاتے ہیں۔ کبھی زبان سے حق تلفی کی جاتی ہے۔ کبھی عمل سے حق تلفی کی جاتی ہے۔ اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ یہ مہینہ خاص تربیت کا ہے جو بقیہ گیارہ ماہ بھی تمہارے کام آئے گا۔ اس ماہ میں یہ عادت پختہ کر لو کہ نہ اپنی زبان سے تم نے کسی کو دکھ پہنچانا ہے اور نہ اپنے عمل سے کسی کی حق تلفی کرنی ہے۔

پس روزہ جو ہے یا صیام کا نظام جو ہے جسے قرآن کریم نے ماہِ رمضان کہا ہے پانچوں عبادتوں پر مشتمل ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ انسان گناہوں سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کو حاصل کرے۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ زبان سے بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو اور ہاتھ سے بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے حق قائم کیا ہے اس حق کو قائم کیا جائے اور ادا کیا جائے اس میں حقِ نفس بھی آجاتا ہے اور جو شخص اس حکمت کو سمجھتا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالتا اور رمضان کے مہینے میں سختی سے اس پر کاربند ہوتا ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں اس پر

جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں[1]

اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں[2] جس کا مفہوم یہی ہے کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ آسمان کے دروازے کھلتے اور اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق ملتی ہے۔ اور انسان حسنِ قبول کی جزاء حاصل کرتا ہے۔ انسانی اعمال کو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اور اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور انسان کو اپنے رب کی طرف سے اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے اور پھر وہ اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حسنِ قبول کا مقام پاتے ہیں تو اس وقت ”فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ“ ہو ہی جاتے ہیں۔ جنت ہی کا دروازہ ہے جو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے اندر وہ لوگ داخل ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اعمالِ صالحہ کی توفیق پائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان اعمالِ صالحہ کو قبول کیا۔

پس رمضان کے مہینے میں روزہ ہم پر اسلئے فرض نہیں کیا گیا کہ ہم تکلیف اٹھائیں ”اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ“ (بخاری کتاب الایمان، باب الدین یسر)۔ اللہ کے دین یعنی دین اسلام میں کسی پر کوئی ایسی تنگی نہیں ڈالی گئی جو اس کے جسمانی یا دیگر قویٰ کی نشو و نما میں روک بنے بلکہ سارا دین اور

دین کے سب احکام کی غرض

ہی یہی ہے کہ انسان سہولت سے اور آرام سے ارتقائی منازل طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرتا چلا جائے۔ اور اس سے ہمیں یہ بھی پتہ لگ گیا کہ دوسری جگہ بھی اس کی وضاحت ہے کہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنا ہم پر فرض نہیں کیا گیا بلکہ صوم ہم پر فرض کیا گیا ہے اور ان دو میں بڑا فرق کیا ہے شریعت اسلامیہ نے۔ بھوکا تو ایک غریب بھی رہتا ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں صائم نہیں ہوتا۔ بھوکا تو ایک بیمار بھی رہتا ہے۔ ڈاکٹر اُسے کہتا ہے کہ تیری بیماری ایسی ہے کہ ۲۴ گھنٹے یا بعض دفعہ ۴۸ گھنٹے تیرے معدے میں غذا نہیں جانی چاہیئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا شخص صائم یعنی روزے دار نہیں ہوتا۔ بھوکا تو وہ بھی رہتا ہے

---

[1] بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شہر رمضان۔ [2] ایضاً۔

جو جنگل میں راہ گم کر دیتا ہے۔ اور کئی کئی دن تک اُسے کھانے کو نہیں ملتا۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں صائم نہیں ہوتا۔ پس محض بھوکا رہنا انسان کو روزہ دار نہیں بناتا۔ بلکہ وہ بھوکا رہنا اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے جس میں انسان دو پہلو اختیار کرتا ہے۔ ایک شہوتِ نفس سے بچنے کا پہلو جو کہ ایک عام Symbol (سمبل) اور علامت ہے۔ اور جس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ہر قسم کی آفاتِ نفس سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو اس لئے اللہ تعالیٰ کی تدبیر نے بھوکے رکھے ہیں کہ وہ بھوکے رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں ان کے پیٹ بھرنے کے لئے سعی اور کوشش کی جائے۔

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دوسرے اصول کے متعلق بھی ہمارے لئے اپنی زندگی میں ایک

بہترین اُسوہ اور کامل نمونہ

قائم کیا۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے "کان اجود بالخیر من الرّیح المرسلۃ" (بخاری کتاب الصوم باب اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یکون فی رمضان)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ویسے بھی بڑے سخی تھے۔ اور دوسروں کو سُکھ پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ لیکن رمضان کے مہینے میں تیز ہوائیں اپنی تیزی میں آپؐ کی سخاوت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ اس قدر جود اور سخا پائی جاتی تھی۔ پھر صرف پیسے کی نہیں بلکہ دوسروں کو خیر اور بھلائی پہنچانے کے لئے ایک سخاوت ہوتی ہے۔ سخی دل انسان صرف اپنے مال یا اپنی دولت ہی سے دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ وہ اپنے اثر و رسوخ سے بھی دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اپنے وقت سے بھی دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اپنی دُعاؤں سے بھی فائدہ پہنچا رہا ہوتا ہے۔ انسان اپنی اس فطرتی سخاوت کا مختلف طرق سے اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہی سخی تھے لیکن رمضان کے مہینے میں آپؐ نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ تمہیں بھوکا اس لئے نہیں رکھا گیا کہ تم بھوک کی تکلیف اٹھاؤ بلکہ

اصل مقصد یہ ہے

کہ دوسروں کی بھلائی کے کام کرو، نیکی کے کام کرو، اور دوسروں کو سُکھ پہنچانے کی سعی کرو۔ اپنے پیسے سے بھی، اپنے اثر و رسوخ سے بھی اور اپنی دُعاؤں سے بھی۔

پس رمضان کے مہینے میں دن کے وقت شہوتِ نفس سے بچا جاتا ہے۔ اور دوسرے کھانے پینے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ شہوتِ نفس سے بچنا اصولی طور پر ایک علامت ہے، ایک سبق ہے کہ ہر قسم کی آفاتِ نفس سے بچنا ضروری ہے۔ آپؐ نے فرمایا:-

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَ الْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ"

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزّور والعمل بہ)

یعنی جو شخص صداقت کو چھوڑ کر جھوٹ اور زُور اور باطل کی باتیں کرتا اور باطل اصول ہی پر عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے، اور شہوتِ نفس کو چھوڑ دے کیونکہ خدا تعالیٰ کو وہ مقبول نہیں ہوگا۔ صرف وہ ترک مقبول ہوگا جس کے نتیجہ میں انسان اس حکمت اور اصول کو سمجھنے والا ہو جس حکمت اور اصول کا یہاں سبق دیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نہ تو زبان ناپاکی اور گندگی کی راہوں کو اختیار کرے اور نہ جوارح باطل کے میدانوں میں کوشاں نظر آئیں۔ بلکہ زبان پر حق و صداقت جاری ہو اور حق و صداقت کے چشمے انسان کے جوارح سے پھوٹنے والے ہوں۔ تب خدا تعالیٰ اس وجہ سے کہ انسان نے روزے کی حکمت کو سمجھا اور اس حکمت کے سمجھنے کے بعد اس نے وہ اعمال بجا لائے جو خدا تعالیٰ کو پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس پر رجوع برحمت ہوگا اور نجات اور جنّت کے دروازے آسمانوں پر کھولے جائیں گے اور قرب کی راہوں پر چلنا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے میں

قیام اللیل

کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:-

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"

(بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

یعنی جو شخص راتوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی حمد کے لئے اور اس کے بندوں کے لئے دُعائیں کرتے ہوئے جاگتا اور شب بیداری اختیار کرتا ہے اسلئے کہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہو اور اس لئے کہ جب وہ اس دُنیا میں ایمان کے تقاضوں کو پورا کرے تو اللہ تعالیٰ سے یہ اُمید رکھے کہ وہ ان کوششوں کو قبول کرے گا اور اس کے نتیجہ میں اس کو آخرت کی نعماء ملیں گی۔ جو ایسا کرے گا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ جو کوتاہیاں اور غفلتیں اس سے ہو چکی ہونگی اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ رحیمیت کے جوش میں ان کوتاہیوں کو ڈھانپ لے گا۔ اور کوئی جزائے بد جس کا وہ دوسری صورت میں مستحق ہوتا وہ اُسے نہیں ملے گی۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان کے مہینے میں کثرت سے تلاوتِ قرآن کریم کرتا ہے اس کا بھی اُسے ثواب ملتا ہے۔

کثرتِ تلاوتِ قرآن کریم

کا ثواب بھی اور دوسرے ثواب بھی محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتے ہیں. جب انسان اس فضل کو جذب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اس طرح جب اللہ تعالیٰ کے رحیم ہونے کی صفت جوش میں آتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی رضا کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اُسے جزاء دیتا ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت نیکی تو ہے لیکن صرف اسی صورت میں کہ شرائط پوری ہوں۔ قرآن کریم کی تلاوت تو عیسائی بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ اس کی تلاوت اس نیّت سے کرتے ہیں کہ قرآن کریم پر اعتراض کریں۔ قرآن کریم کی تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیا کرتے تھے۔ مگر آپؐ نے اس پاک ترین نیّت کے ساتھ تلاوت کی کہ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ فضل آپؐ پر نازل ہوا۔ پس کثرتِ تلاوتِ قرآن کریم ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ خلوصِ نیّت بھی نہایت ہی ضروری ہے۔ اس کے بغیر تلاوت کی جو نعمتیں ہیں یا قرآن کریم کی جو نعمتیں ہیں وہ انسان کو حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس کے لئے

بڑی جدّ و جہد کی ضرورت ہے

اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن کریم کے فیوض سے انسان تبھی حصّہ وافر لے سکتا ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کو جوش میں لائے۔ اسی لئے رمضان کے مہینے میں کثرتِ تلاوت پر زور دیا گیا ہے۔ حالانکہ اور بہت سی رُوحانی مشقّتیں (اگر دُنیا کا محاورہ استعمال کیا جائے) اس پر ڈالی گئی تھیں۔ دن کو بھوکا پیاسا رہنا اور پابندیاں سہنا اور پھر لوگوں کا خیال رکھنا۔ اور پھر یہ بھی دیکھنا کہ دوسروں کے دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے رمضان کے دِنوں میں اُسے باہر جانا پڑے گا اور اُسے جانا چاہیئے، اگر اُس نے روزے کا حق ادا کرنا ہے۔ پھر رات کے نوافل ہیں۔ لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود مثلاً قرآن کریم کی اس تلاوت اگر خود قاری ہو یا اس سماع کے علاوہ اگر خود قاری نہ ہو تراویح پڑھ رہا ہو، اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔

ہمارے بزرگ محدّثین

یعنی علم حدیث کے جو علماء تھے وہ تو رمضان کے مہینے میں اپنی حدیث کی کتب کے مسوّدات اور پوتھیاں وغیرہ کو بند کر دیتے تھے۔ اور صرف قرآن کریم کو ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ رمضان میں قرآنِ کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔ دوسرے بزرگ صحابہؓ بھی بڑی کثرت سے تلاوت کرتے تھے۔ بعض تو تین دن کے اندر سارے قرآن کریم کو ختم کر لیتے تھے۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو تین دن میں ختم کرنے کا ویسے ہی شوق ہوتا ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو تین دن میں ختم کر لیا۔ دراصل اس طرح جلدی جلدی سمجھے بغیر تین دن میں قرآن کریم کو ختم کرنا ثواب نہیں ہے. البتہ قرآنِ کریم پر جو شخص عبور رکھتا ہے وہ اگر قرآن کریم کو جلدی پڑھتا جائے تب بھی چونکہ اس نے قرآن کریم کو کثرت سے پڑھا ہُوا ہوتا ہے اس لئے سارے معانی اس کو یاد آنے

شروع ہو جاتے ہیں اور نئے معانی پر اس کا ذہن اللہ تعالےٰ کے فضل سے عبور حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس طرح تین دن کے اندر قرآن کریم کو پڑھ لیا۔ لیکن جس شخص کو معمولی ترجمہ آتا ہے اگر وہ ریل گاڑی کی طرح تین دن میں قرآن کریم کو ختم کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے ثواب کا کام نہیں ہے۔ قرآن کریم کوئی ٹونہ یا تعویذ یا جادو نہیں ہے۔ قرآن کریم تو حکمت اور انوار سے پُر اللہ تعالےٰ کی ایک ایسی کتاب ہے جس کے علوم سے حصہ لینا چاہیئے۔ نہ یہ کہ محض جلدی جلدی تلاوت کرلی جائے جو دوسروں کو کیا خود اپنے آپ کو بھی سمجھ نہ آئے پس اگر انسان پورے غور سے اور پوری طرح سمجھتے ہوئے قرآن کریم پڑھ سکتا ہے تو پھر جتنی تیزی سے وہ چاہے پڑھے اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص صرف ایک سیپارہ غور سے پڑھ سکتا ہے تو اس کو ڈیڑھ سیپارہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر کوئی ایسا شخص ہو اور ضرور ایسے ہوں گے جن کو شروع سے پڑھنے کی توفیق نہیں مل سکی۔ ہم نے کئی ایک کو تعلیم بالغاں کے ذریعہ قرآن کریم پڑھوایا ہے۔ جس طرح مثلاً اب بھی ہم تاکید کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کو اس کے ترجمہ کے ساتھ لوگوں کو پڑھایا جائے۔ اگر کوئی آدمی صرف ایک رُبع یعنی سیپارے کا چوتھا حصہ غور سے پڑھ سکتا ہے تو اس کو آدھا سیپارہ نہیں پڑھنا چاہیئے کیونکہ ہم نے ایسا نہیں کرنا کہ ایک چکر بنایا اور اس کو چکّر دے کر کہہ دیا کہ ایک کروڑ دفعہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی حمد یا اس کی تسبیح بیان کردی ہے۔

قرآن کریم کو پورے غور سے پڑھنا

اور اس نیت کے ساتھ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کے سمجھنے کی توفیق دے اور پھر اللہ تعالےٰ اس بات کی بھی توفیق دے کہ ہم اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ تب تلاوتِ قرآن کریم کا فائدہ ہے۔ اور تب اللہ تعالےٰ کی صفتِ رحیمیت کے جلوے انسان دیکھتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے رحیم ہونے کی صفت کے ساتھ ماہِ رمضان کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی باتیں مجھے چھوڑنی پڑیں گی۔ چند باتیں جو میں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں اُن میں تلاوت قرآن کریم کی کثرت بھی ہے۔ تلاوتِ قرآن کریم کا خدا تعالیٰ کی صفتِ رحیمیت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم کا ایک پہلو اس کی صفتِ رحیمیت کی وجہ سے جوش میں آتا ہے اور قرآن کریم کے فیوض سے وہی شخص مستفید ہو سکتا ہے جس کے لئے خدا تعالےٰ کی صفتِ رحیمیت جوش میں آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق فرمایا ہے:۔

"کسی فردِ انسانی کا کلامِ الٰہی کے فیض سے فی الحقیقت مستفیض ہو جانا اور اس کی برکات اور انوار سے متمتع ہو کر منزلِ مقصود تک پہنچنا اور اپنی سعی و کوشش کے ثمرہ کو حاصل کرنا یہ صفتِ رحیمیت کی تائید سے وقوع میں آتا ہے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۳۵۲ طبع چہارم حاشیہ نمبر ۱۱)

پس قرآن کریم پر غور کرنا اور یہ عہد اور یہ نیت کرنا کہ ہم اس کے احکام پر عمل کریں گے اور پھر عملاً سعی اور کوشش کرنا یہ ساری چیزیں اُس وقت ثمر آور ہوتی ہیں جب انسان اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے اس کی

صفتِ رحیمیت کو جوش میں لاتا ہے

اور صفتِ رحیمیت کی برکت سے کلامِ الٰہی سیکھتا ہے۔

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بھی فرمایا ہے وہ قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہی ہے۔ اس لئے آپؑ کی اس عبارت کی رُو سے

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے

کہ میرے کلام کو، اس کلامِ عظیم یعنی اس قرآن کریم کو جو نورِ محض کے چشمہ سے ہمارے لئے نورِ محض بن کر نکلا ہے اس سے تم حقیقی فائدہ صرف اسی صورت میں اُٹھا سکتے ہو، اور اس کی برکات اور اس کے انوار تمہیں صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ تم اس کو غور سے پڑھو۔ قرآن کریم کے یہ برکات اور یہ انوار جن سے ہم تمتع ہوتا ہے یہ فی ذاتہا ہمارا مقصود نہیں بلکہ یہ ذریعہ ہیں ایک اور مقصد کے حاصل کرنے کا اور یہ مقصد قربِ الٰہی کا حصول ہے غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم قرآن کریم کے فیوض اور برکات اور اس کے انوار سے متمتع ہونے کے بعد قربِ الٰہی کو صرف اس صورت میں حاصل کر سکتے ہو کہ خدائے رحیم کی رحمت جوش میں آئے اور خدا تعالےٰ کی رحمت کو جوش میں لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"جس قدر کسی کے دل میں خلوص اور صدق پیدا ہو جاتا ہے، جس قدر کوئی جدّ وجہد سے متابعت اختیار کرتا ہے اسی قدر کلام الٰہی کی تاثیر اس کے دل پر ہوتی ہے اور اسی قدر وہ اس کے انوار سے متمتع ہوتا ہے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۳۵۲ طبع چہارم حاشیہ نمبر ۱۱)

پس اس کے لئے

کوشش اور مجاہدہ کی ضرورت

ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ کوشش اور مجاہدہ پانچ جہتوں سے محفوظ کر کے ماہِ رمضان میں رکھا ہے۔ یعنی ایک یہ کہ روزہ رکھنا ہے جس کے معنے ہیں کہ نفسانی شہوات سے پوری مستعدی اور پوری بیداری اور جوش کے ساتھ محفوظ رہنے کی کوشش کرنا اور جو اعمالِ صالحہ ہیں جن کو قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل جوش مارتا ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوتا ہے یہ اعمالِ صالحہ بجا لانا۔ اللہ تعالےٰ کے حق کو ادا کرنا تلاوتِ قرآن کریم اور قیام اللیل کے ساتھ۔ میں تلاوتِ قرآن کریم اس لئے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ اگر کسی جگہ کوئی ایسی بات آتی یا کوئی ایسا مضمون بیان ہوتا جس سے خدا تعالےٰ کی بزرگی اور اس کی بڑائی اور اس کی رفعت ثابت ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ کی حمد میں لگ جاتے اور جس وقت وہ جگہ سامنے آتی جہاں خدا تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر کا بیان ہوتا تو آپ استغفار میں لگ جاتے۔ دراصل قرآن کریم کی تلاوت کا یہی طریق ہونا چاہیئے۔

پس رمضان میں ان ساری چیزوں کو اکٹھا کیا گیا ہے اور عبادات کا یہ مجموعہ

عظیم مجاہدہ اور عظیم کوشش ہے

اور یہ ایک ایسی کوشش ہے جس نے اس کے دن اور رات کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ایسی کوشش ہے جس میں نفس کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ تزکیۂ نفس اور طہارتِ قلب کی طرف بہت توجہ کی گئی ہے۔ اور ہر شخص کو دُکھ پہنچانے اور ہر شخص کو دُکھوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ مختلف کوششیں جن کا تعلق دن سے بھی ہے اور رات سے بھی، جن کا تعلق ایثار اور قربانی سے بھی ہے، یعنی شہوت سے بچنا اور کھانے پینے کو چھوڑنا اور جن کا تعلق مستعدی اور عزم و ہمت کے ساتھ غیروں سے حُسنِ سلوک سے پیش آنے سے بھی ہے۔ پھر ان کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے۔ یعنی قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنا اور اللہ تعالےٰ کی حمد اور اس کی ثناء اور اس کی تسبیح کو کثرت سے بیان کرنا۔ اسی طرح ان کا مجموعی طور پر حقوق العباد سے بھی تعلق ہے پس قریباً تمام عبادات کے متعلق اصولی طور پر ہمیں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ پس رمضان میں انسان خدا کی راہ میں گویا اپنی جدّ و جہد کو اس کے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ اور جس وقت انسان اپنی کوشش کو اس کے کمال تک پہنچاتا ہے اس وقت اگر اللہ تعالیٰ کا فضل جو دراصل اس کی رحیمیت کا فضل ہے جوش میں آئے تو اللہ تعالےٰ اس کو جزاء دیتا ہے۔ اور جس وقت اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ رحیمیت کے ماتحت کسی سے سلوک کرنا چاہتا ہے تو صرف اس کی کوشش ہی کی اُسے جزاء نہیں دیتا بلکہ ایک تو اس کا فضل ہمیں اس طرح نظر آتا ہے کہ انسان بہرحال کمزور ہے۔ وہ کوشش تو کرتا ہے، لیکن اس کی کوشش میں بہت سے نقائص رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی

صفتِ رحیمیت کے نتیجہ میں

ان نقائص کو دُور کرتا اور اس کے اعمال کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ انسان کوشش کرتا ہے لیکن اس کی کوشش اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ پھر اللہ تعالےٰ اپنی رحیمیت سے اس کو سہارا دیتا ہے اور اس کی کوشش کو کمال تک پہنچا دیتا ہے پس نقص کوئی نہ رہا۔ اور کمال تک پہنچا دیا۔ اور یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی رحیمیت سے انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ انسان کی اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتیں کیونکہ انسانی کوشش کسی صورت میں بھی نقص سے خالی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالےٰ ہی کی ایک ذات ہے جس کے اندر کوئی عیب نہیں۔ انسان نہ تو بے عیب ہے اور نہ اس کی کوئی کوشش مکمل اور غیر ناقص ہے۔

انسان کی کوشش کا نقص سے پاک ہونا ناممکن ہے۔ البتہ انسان کی سچی اور پُرخلوص کوشش کے نقص کو اللہ تعالیٰ دُور کر دیتا ہے۔ انسان کی کوئی ایسی کوشش نہیں ہو سکتی جو سو فیصدی کمال کو پہنچنے والی ہو۔ پس جہاں انسانی کوشش میں کوئی نقص ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس نقص کو دُور کر دیتی ہے۔ یا جہاں کوشش ادھوری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت اس کو کمال تک پہنچا دیتی ہے۔ اور جب تک اللہ تعالےٰ کا یہ فضل شامل حال نہ ہو انسان نجات کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

نجات اُسی کی ہو گی

جو خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرے گا۔ کوئی شخص اپنی کوشش کے نتیجہ میں نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی کوشش کے نتیجہ میں یا اپنی تدبیر کے نتیجہ میں اپنے کسی کام کو مکمل اور بے عیب اور غیر ناقص نہیں بنا سکتا۔ اس کی کوشش سو فیصدی مکمل ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ غفلت سے، اُونگھ سے اور نیند سے تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے۔ انسان پر تو غفلت اور اُونگھ اور نیند طاری ہو جاتی ہے۔ اور یہ اُونگھ اور نیند ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ جس طرح جسمانی طور پر اُونگھ اور نیند ہے اسی طرح رُوحانی طور پر بھی انسان پر اُونگھ اور نیند کے زمانے آجاتے ہیں۔ پس جبکہ انسانی کوششوں پر اُونگھ اور نیند کا زمانہ آتا ہے وہ مکمل کیسے ہو سکتی ہے۔ وہ مکمل ہو ہی نہیں سکتی۔ اور یہ ایک بڑی واضح اور موٹی بات ہے کہ جب تک کوئی کام اپنے کمال کو نہ پہنچے اس کی جزا مل ہی نہیں سکتی۔ مثلاً جو شخص سو میل پیدل چلنے کے بعد ربوہ سے ایک میل کے فاصلے پر آکر تھک کر بیٹھ گیا وہ ربوہ نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ۱۰۱ میل کا سفر تھا سو میل طے کر لئے اب یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ ربوہ پہنچ گیا۔ یہ کیسے سمجھ لیا جائے۔ عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی اس لئے کہ جب تک کوشش مکمل نہ ہو اس وقت تک نیک نتیجہ اور بہترین ثمرہ نکل نہیں سکتا جو نکلنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص ایک سو ایک میل کا مثلاً سفر کر سکتا ہے لیکن راستے میں بھٹک گیا اور اس نقص کی وجہ سے اِدھر اُدھر ہوتا چلا گیا اور اس میں طاقت ہی ۱۰۱ میل کا سفر کرنے کی تھی لیکن ۱۰۱ میل کا سفر طے کرنے کی کوشش کے باوجود اپنے اس نقص کی وجہ سے ربوہ نہیں پہنچ سکا۔ پس اگر ایسا نقص ہو تو اللہ تعالےٰ اس نقص کو دُور کر دیتا ہے۔ اور جب کوشش ناتمام ہو تو اللہ تعالےٰ اس کو اپنے فضل و کرم سے تمام اور کامل کر دیتا ہے۔ اس کو اپنے فضل سے مکمل کر دیتا ہے۔ اس کی مدد کرتا ہے۔ پس جب تک خدا تعالیٰ کی مدد انسان کے شاملِ حال نہیں ہوتی اس وقت تک اس کو اپنی کوشش کا ثمرہ نہیں مل سکتا۔ اور ہماری عقل بھی یہی تسلیم کرتی ہے کہ اس کو کوئی ثمرہ نہیں ملے گا۔ غرض

نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل ضروری ہے

اللہ تعالےٰ کے فضل کے بغیر نجات ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ انسان کا کوئی عمل ایسا نہیں جو ناقص نہ ہو اور کوئی عمل ایسا نہیں جو ادھورا نہ ہو۔ انسان کا عمل سو فیصدی مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس نقص کو دُور کرنے والا، اس کمی کو پُورا کرنے والا اس ادھورے پن کو مکمل کرنے والا در اصل اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو انسان کو نجات نہیں مل سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں مختلف قسم کی کوششوں اور مجاہدات کو اکٹھا کر دیا ہے۔ جسم کا مجاہدہ ہے۔ زبان کا مجاہدہ ہے۔ اعمال کا مجاہدہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد میں اوقات بسر کرنے کا مجاہدہ ہے قرآن کریم پر کثرت سے غور اور فکر اور تدبّر کرنے کا مجاہدہ ہے اور بھی بہت سے مجاہدات اکٹھے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دُعا کیا کرو۔ دُعائیں کرنا بھی ایک مجاہدہ ہے۔ مَیں نے ابھی نوافل کے متعلق جو کہا تھا وہ بھی دُعائیں کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ یعنی سب کوششوں کے بعد خدا تعالےٰ سے یہ دُعا کرنا کہ اے خدا! ہم نے اپنی طرف سے اپنی سی کوشش کر لی۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہماری کوشش ناقص ہے اور ہم نے پُورا زور لگایا۔ لیکن ہم مانتے ہیں کہ ہم پُورا زور لگائیں تب بھی وہ بات نہیں بنتی اور ہم منزلِ مقصود تک پہنچ نہیں سکتے۔ اس لئے ہم تیرے حضور عاجزانہ طور پر جھکتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اے رحیم خدا! ہم پر رحم فرما۔ اور ہماری کوششوں اور سعی اور خلوصِ نیّت میں اگر کوئی نقص ہے تو اُس کو دُور کر دے۔ اگر کوئی کمی ہے تو اس کو پُورا کر دے۔ ہماری کوششیں ادھوری ہیں۔ ہم انسان ہیں۔ ہماری کوششوں کے کمال تک پہنچنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اپنے رحم سے مہیّا فرما۔ اے ہمارے ربِ رحیم! ہماری کوششوں کا وہ نتیجہ نکال جو ہمارے لئے جنّت اور قُرب اور رضا کے حصُول کا باعث بنے اور ہم تیرے محبُوب بن جائیں جس طرح کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہم تیرے عاشق اور عاجز بندے ہیں اور جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم تجھ ہی میں فنا ہو جانے کی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں۔

پس

رمضان کا بابرکت مہینہ آرہا ہے

اِس ماہ میں ہم نے خدا اور اس کے رسُول کے حکم سے بہت سی کوششیں کرنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ کو بھی اور مجھے بھی ان کوششوں کو صحیح طور پر اپنی اپنی استعداد کے مطابق کمال تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے خُدا اے رحیم خدا! ہم جانتے ہیں کہ اگر تیرا رحم ہمارے نقص کو دُور نہ کرے، اگر تیری رحیمیت ہماری کوشش کو آخری مقصُود تک پہنچانے میں اس کا سہارا نہ بنے تو ساری کوششوں کے باوجود ہم اپنی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ پس ہمارے لئے اپنی رحمت کو جوش میں لا اور ہمیں وہ تمام نعمتیں اور انوار اور برکات وافر طور پر عطا فرما جن کا تعلق تیرے اس پاک ماہِ رمضان سے ہے اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن +

رُڑکی میں جماعت ہائے احمدیّہ یُو۔پی کی کامیاب سالانہ کانفرنس

بقیہ صفحہ اوّل

۷ نومبر ۱۹۶۵ عفی ۲۷

مقامِ اجتماع میں بتدریج تبدیلی

گزشتہ سال راٹھ میں منعقدہ کانفرنس کے موقعہ پر یہ طے پایا تھا کہ آئندہ کانفرنس آگرہ میں منعقد ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب قادیان میں کانفرنس کے سلسلہ میں نمائندگانِ جماعت ہائے احمدیّہ یو۔پی کی دوبارہ میٹنگ بلائی گئی تو آگرہ کے نمائندہ جماعت اس میں شریک نہیں ہو سکے۔ اس پر جملہ نمائندگان کے اتفاق رائے سے پانچویں سالانہ کانفرنس کے لئے آگرہ کی بجائے پور قاضی (ضلع مظفر نگر) کا انتخاب کیا گیا۔ مگر بعد میں بعض وجوہات کے پیشِ نظر ملحقہ جماعتوں کے مشورہ و اصرار کے بعد طے پایا کہ کانفرنس پور قاضی کی بجائے پینتالیس[۴۵] ہزار کی آبادی پر مشتمل مشہور و معروف شہر رُڑکی میں منعقد کی جائے۔ رُڑکی میں کانفرنس کے انعقاد کو اس اعتبار سے بھی بہت زیادہ اہمیت ہو گئی کہ اس کے بالکل قریب ہندوؤں کا مقدس مقام ہردوار مسلمانوں کا متبرک مقام کلیر شریف اور معروف دینی درسگاہ دارالعلوم دیو بند ہے۔ اس اعتبار سے دیگر مقامات کی نسبت یہ جگہ بہت زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔ کہ اُسے بیک وقت مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تبلیغ کا مرکز بنایا جائے۔

مخالفت کا آغاز

فی زمانہ ملّتِ اسلامیہ جس کس مپرسی اور زبوں حالی کا شکار ہو رہی ہے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس معمورہ پر بسنے والے تمام مسلمان باہمی اختلافات کو یکسر پسِ پشت ڈال کر خدمتِ دینِ متین کے لئے متحد ہو جاتے مگر افسوس کہ اس اہم تقاضے کو پُورا کرنے کی بجائے آج کے علماء اور نام لیوایانِ اسلام نے ایک ایسی جماعت کی مخالفت کو ہی خدمتِ دین قرار دے رکھا ہے جو اپنی کمی تعداد اور بے سر و سامانی کے باوجود اقصائے عالم میں تبلیغِ اسلام کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ علمائے دین اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے جانے دیتے۔ اور یوں اپنے تئیں ایک "کارِ ثواب" سے محروم کر دیتے۔ بلاشبہ انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی اس کانفرنس کو رُکوانے کے لئے اپنی سابقہ روایات سے بڑھ چڑھ کر ہاتھ پاؤں مارے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انہیں سابقہ روایات ہی کی طرح اس مرتبہ بھی بڑھ چڑھ کر ناکامی و نامرادی کا مُنہ دیکھنا پڑا۔

مولا اسعد مدنی ناظم عمومی جمعیۃ العلماء ہند (ایم۔پی) اور محمود عالم صاحب سابق وزیر چرن سنگھ وزارت کی شخصیتوں سے قارئینِ بدر بالخصوص یُو۔پی کے احباب بخوبی واقف ہیں۔ ان ہر دو صاحبان کو یو۔پی کے مسلمانوں میں جو اہمیت حاصل ہے ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اس موقعہ پر جماعتِ احمدیّہ کی پُر زور مخالفت میں اپنی سیاسی اور ذاتی حیثیتوں کے استعمال میں بھی کسی قسم کا دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اور مقامی

طور پر رُڑکی شہر کے رئیس سلطان احمد صاحب نے جو رڑکی میونسپلٹی کے نائب صدر بھی ہیں اور اس اعتبار سے علاقائی حد تک انہیں بھی خاص اہمیت حاصل ہے، جماعت کی مخالفت میں مذکورین کے ہمنوا بن گئے۔ جماعت کی مخالفت میں ان ہر سہ حضرات نے اس حد تک کوشش کی کہ رڑکی شہر کا کوئی مسلمان گھر اور گرد و پیش کا کوئی بھی گاؤں ایسا نہیں ہوگا جہاں یہ صاحبان بذریعہ جیپ نہیں پہنچے اور عوام النّاس کو کانفرنس میں شرکت کرنے اور احمدیوں سے میل ملاپ اور بات چیت کرنے سے نہیں روکا۔ انعقادِ کانفرنس سے ایک عرصہ پہلے ہی تمام مساجد احمدیت کے خلاف وعظ و تلقین کے لئے وقف کر دی گئیں۔ جگہ جگہ انجمن تحفظ ختم نبوت کی جانب سے شائع شدہ پوسٹر چسپاں کئے گئے۔ نہ صرف یہ بلکہ ریاست لنڈھورا ضلع سہارنپور کے ایک نامی گرامی پیر جی سید بشیر حسین صاحب کی جانب سے "دفتر حل آیات القرآن دار الاشاعت بازار صرافہ منگلور ٹاؤن ضلع سہارنپور نے زیر عنوان

مسلمانو! اپنے ایمان کو بچاؤ!
احمدی اور قادیانی فتنے سے ہوشیار
ہو جاؤ!!

کثیر تعداد میں چھوٹے سائز کے ایک اشتہار کی صورت میں فتویٰ بھی صادر کر دیا۔ پھر کانفرنس کے انعقاد کے لئے جماعت کی درخواست پر پریذیڈنٹ صاحب میونسپل کمیٹی رڑکی نے ٹاؤن ہال اور اس سے ملحقہ پارک برضاء و رغبت جماعت کو دینے کی حامی بھری تھی۔ لیکن جب سلطان احمد صاحب رئیسِ شہر اور دیگر مخالفین کی طرف سے موصوف پر دباؤ ڈالا گیا تو انہوں نے ٹاؤن ہال کی بجائے نہرو سٹیڈیم کے وسیع و عریض میدان کی پیشکش کی۔ مگر یہاں بھی جب مخالفین کی معاندانہ سرگرمیاں آڑے آئیں تو انہوں نے اپنی یہ پیشکش بھی واپس لے لی۔

یہ "علماءِ اسلام" نہ صرف خود جماعت کی مخالفت میں پیش پیش رہے بلکہ وفاتِ مسیح ناصریؑ کے مسئلہ کی آڑ میں عیسائی صاحبان کو بھی اپنے ساتھ ملا لینے کی دعوت دی۔

ارشاداتِ امام عالی مقام

حدیث نبویؐ "الاِمامُ جُنّةٌ یُقاتَلُ مِن ورائِهٖ" کے مطابق امام وقت کا وجود جماعتِ مؤمنین کے لئے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ اپنی عاجزانہ اور متضرعانہ دُعاؤں کے ذریعہ مؤمنین کو ہر فتنہ و شر سے محفوظ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس کے ارشادات جماعت کے لئے نہایت درجہ تقویت اور اطمینان کا باعث ہوتے ہیں۔ اور افرادِ جماعت اسی کے ارشاد و رہنمائی کی اطاعت کرتے ہوئے کفر و باطل کے خلاف نبرد آزما ہوتے ہیں۔ یہی وہ بہت بڑی نعمت ہے جس سے اس وقت مسلمانانِ عالم بے نصیب ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جماعتِ احمدیہ کو ایک ایسا آقا و امام عطا فرمایا ہے جس کے دل میں اسلام و احمدیت کی سچی تڑپ ہے، اُسے نُورِ بصیرت حاصل ہے۔ جس کی راتیں خدائے قادر و یگانہ کے حضور متضرعانہ و عاجزانہ دعاؤں میں گزرتی ہیں۔ اور جس کی ایک آواز پر اقصائے عالم میں آباد لکھوکھا احمدیوں کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

رڑکی کانفرنس کے سلسلہ میں درپیش پے در پے مشکلات کی فکر انگیز اطلاعات جہاں مرکزِ احمدیت قادیان میں موصول ہو رہی تھیں وہاں نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی جانب سے بغرض حصولِ دُعا یہ جملہ تفصیلات حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی پیش کی جاتی رہیں۔ چنانچہ نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ایک ایسی قسم کی رپورٹ محررہ ۲۹ر تبوک (ستمبر) پر حضور پُر نُور نے اپنے قلمِ مبارک سے یہ ارشاد تحریر فرمایا کہ:-

"اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا جلوہ دکھائے"

اسی طرح نظارت کی چِٹھی محررہ ۵ر اخاء (اکتوبر) پر حضور انور نے اپنے دستِ مبارک سے یہ زرّیں ہدایت رقم فرمائی کہ:-

"فتنہ و فساد سے بہر حال بچیں"

قادیان سے خُدّام کی روانگی

اہلِ بصیرت کے نزدیک یہ موازنہ کس قدر ایمان افروز اور رُوح پرور ہوگا کہ ایک طرف احمدیت کی شدید مخالفت میں علمائے اسلام ہر قسم کے ظاہری اسباب اور ذرائع کو بروئے کار لاکر کانفرنس کو ناکام بنا دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے تو دوسری طرف ظاہری اسباب سے تہی ایک مٹھی بھر جماعت کے افراد اپنے قادرِ مطلق خدا کے حضور اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ دست بدعا نظر آتے تھے۔ مقامی طور پر قادیان میں ہر سہ مرکزی مساجد میں احباب کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کی جاتی رہی۔ ایسے مخدوش حالات میں مقامی احباب کے جذبۂ اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ باوجود درویشان کے نامساعد اقتصادی حالات کے تقریباً پچاس مقامی احباب اور خدام رڑکی کانفرنس میں شرکت کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ یہ سب دوست تین مختلف قافلوں میں علی الترتیب ۲۱ر، ۲۲ر، ۲۴ر اخاء (اکتوبر) کو مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام معاون ناظر جائداد و صدر انجمن احمدیہ قادیان کی امارت میں رُڑکی روانہ ہوئے۔

قادیان کے مقامی احباب کے علاوہ علاقہ یو۔پی سے جماعت احمدیہ امروہہ، جماعت احمدیہ شاہجہانپور، جماعت احمدیہ پُور قاضی اور جماعت احمدیہ کانپور کے خدام و احباب بھی ضروری انتظامات کے سلسلہ میں بہت پہلے رُڑکی پہنچ چکے تھے۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کانپور کے تین مخلص احباب مکرم محمد مجید صاحب سولیجہ، مکرم محمد احمد صاحب سولیجہ اور مکرم عبد الباری صاحب کا اخلاص و قربانی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ جنہوں نے اپنی شدید کاروباری مصروفیات کو پسِ پشت ڈال کر جماعتی ضروریات کو ترجیح دی۔ اسی طرح مکرم پروفیسر محمد الیاس صاحب صدر جماعت احمدیہ پور قاضی، موصوف کے چھوٹے بھائی مکرم افتخار احمد صاحب اور مکرم محمد ساجد صاحب قریشی آف شاہجہانپور متعلم رڑکی یونیورسٹی بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے کانفرنس کے سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ وقت دیا اور نہایت تندہی کے ساتھ اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دیئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مجلسِ استقبالیہ

کانفرنس کے سلسلہ میں جملہ انتظامات کی نگرانی و رہنمائی کے لئے مجلسِ استقبالیہ کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے صدر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج یو۔پی اور سیکرٹری مکرم مظاہر حسن صاحب مقرر کئے گئے۔ باقی ممبران کے نام یہ ہیں مکرم پروفیسر محمد الیاس صاحب۔ مکرم یعقوب احمد صاحب۔ مکرم شیخ نور الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ انخولی اور مکرم خلیل احمد صاحب آف بجولورہ۔

مجلسِ انتظامیہ

مزید برآں جملہ اُمور کے انتظام و انصرام کے لئے ایک مجلسِ انتظامیہ بھی قائم کی گئی جس کی تفصیل اس طرح ہے:-

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل صدر
" " برکت علی صاحب انعام "
" چوہدری عبد السلام صاحب شاہد ممبر
" مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد "

اس مجلس کے زیرِ نگرانی جملہ اُمور کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کرکے خدام کی ڈیوٹیاں لگا دی گئیں۔ اور اس طرح انتظامیہ کو ہر جہت سے بہتر اور مفید بنا دیا گیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

کانفرنس میں ایک دن کی توسیع

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق رڑکی میں احمدیہ صوبائی کانفرنس کے انعقاد کے لئے صرف ایک دن یعنی ۲۵ر اکتوبر کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ مگر عین کانفرنس کے موقعہ پر احباب جماعت اور بالخصوص غیر مسلم جنتا کے اشتیاق و اصرار کو مدنظر رکھتے ہوئے کانفرنس کے پروگرام میں ایک دن کی توسیع کر دی گئی۔ فی الحقیقت احباب کے اس اصرار کے پیچھے بھی اللہ تعالےٰ کا غیر معمولی تصرف ہی کام کر رہا تھا۔ گویا الٰہی مشیّت ہی یہ تھی کہ مخالفت کے اس گڑھ میں ایک دن کی بجائے دو روزہ کامیاب کانفرنس منعقد کرکے اس طور سے بھی جماعت کی غیر معمولی فتح و کامرانی کا ثبوت بہم پہنچایا جائے۔ وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔

تقسیمِ لٹریچر و اشتہارات کا وسیع پروگرام

حسبِ پروگرام مورخہ ۲۳ر اور ۲۴ر اخاء کو رڑکی شہر میں اور گرد و پیش کے مواضعات میں وسیع پیمانہ پر لٹریچر اور اشتہارات کی تقسیم کی مہم چلائی گئی۔ جملہ خدام اور احباب اشتہارات و لٹریچر کے وزنی پیکٹ ہاتھوں میں اٹھائے تمام شہر میں پھیل گئے بفضلہ تعالیٰ یہ پروگرام انتہائی کامیاب اور مفید ثابت ہوا۔ جس میں دیگر جماعتوں کے علاوہ قادیان کے خدام بالخصوص طلباء مدرسہ احمدیہ نے نہایت اخلاص و جانفشانی سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اِن مخلصانہ مساعی کو قبول فرمائے۔ اور اُن کے اخلاص و جذبۂ خدمت دین میں برکت ڈالے۔ آمین۔

کانفرنس کی تشہیر

یوں تو انعقادِ کانفرنس سے بہت عرصہ پہلے ہی اخبار بدر کے ذریعہ متواتر احباب جماعت کو توجہ دلائی جا رہی تھی۔ تاہم مقامی طور پر علاقے کے لوگوں میں اس کی تشہیر کے لئے ۲۲ر تا ۲۶ر اکتوبر متواتر چار روز خاص اہتمام کیا گیا۔ دیواروں پر چسپاں کئے جانے والے بڑے سائز کے پوسٹروں کے علاوہ اُردو، ہندی اور انگریزی ہر سہ زبانوں میں بیس ہزار ہینڈ بل اور دعوتی کارڈ چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔ مزید برآں چار روز متواتر جیپ اور سائیکل رکشا میں بذریعہ لاؤڈ اسپیکر

تمام علاقے میں کانفرنس کی منادی کی گئی۔ غایت درجہ مخالفت کے پیش نظر پوسٹر چسپاں کرنے کا کام بذریعہ جیپ نصف شب کے بعد رکھا جاتا رہا۔ الحمد للہ کہ اس خدمت کی انجام دہی میں بھی قادیان کے خدام نے نمایاں حصہ لیا فجزاہم اللہ خیرًا۔

نمازِ جمعہ

مورخہ ۲۳ اخاء کو جمعہ کا دن تھا اس وقت تک بفضلہ تعالیٰ ساٹھ سے زائد احباب و خدام رڑکی پہنچ چکے تھے۔ اس لئے نمازِ جمعہ کی ادائیگی کا پروگرام مکرم یعقوب احمد صاحب کے کوارٹر واقع ریسرچ کالونی میں رکھا گیا۔ دوپہر کے کھانے سے فراغت کے بعد تمام احباب کالونی میں پہنچ گئے۔ ٹھیک ڈھائی بجے مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس میں موصوف نے کانفرنس کے سلسلہ میں بعض ضروری امور کی وضاحت کرنے کے بعد احباب کو خصوصی دُعاؤں پر زور دینے کی تلقین فرمائی ازاں بعد موصوف نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

والی بال میچ

مقامی ناموافق حالات کو خوشگوار بنانے اور ماحول میں پُرسکون فضا پیدا کرنے کے لئے مورخہ ۲۳ اخاء کی شام کو احمدیہ والی بال کلب کی دعوت پر مقامی والی بال کلب کے ہمراہ ایک دوستانہ میچ کا پروگرام رکھا گیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ مفید و خوشگوار نتائج کا حامل ہوا۔ میچ کے بعد مقامی کلب کی جانب سے جملہ کھلاڑیوں کو ریفرشمنٹ دی گئی اور اس طرح ایک ہی جگہ بیٹھ کر نہایت دوستانہ ماحول میں ایک دوسرے کے خیالات سُننے کا موقعہ ملا۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تشریف آوری اور اہم مصروفیات

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے ماتحت مجوزہ کانفرنس کی صدارت کے فرائض محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ و ایڈیشنل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے سرانجام دینے تھے چنانچہ محترم موصوف آل انڈیا احمدیہ کانفرنس جمشید پور میں شمولیت کے بعد بذریعہ طیارہ دہلی پہنچے اور دہلی سے مکرم رحمت اللہ خان صاحب کی معیت میں مورخہ ۲۴ اخاء کو ٹھیک ۲½ بجے دوپہر بذریعہ ٹرین رڑکی میں وُرود فرما ہوئے۔ جملہ احباب پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت پلیٹ فارم سے باہر اپنے قابلِ صد احترام مہمان کے استقبال کے لئے مسرت و شادمانی اور اضطراب و بے چینی کے جذبات سے سرشار ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے صف بستہ کھڑے تھے۔ پلیٹ فارم پر محترم موصوف کے استقبال کے لئے مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج یو۔ پی۔ اور مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام مع چند خدام تا حدِّ نظر بچھی ہوئی ریلوے لائن پر نگاہیں جمائے محوِ انتظار تھے۔

اس موقعہ پر چونکہ مخالفین بھی شرارت پر آمادہ دکھائی دیتے تھے لہذا محافظ خدام کو خصوصی ہدایات دے کر مستعد اور چاق و چوبند رہنے کی تلقین کر دی گئی تھی۔ بالآخر ٹھیک ۲½ بجے بمبئی دہرہ دون ایکسپریس پلیٹ فارم پر آکر رُکی اور محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اپنے کمپارٹمنٹ سے باہر تشریف لائے۔ اس موقعہ پر تمام محافظ خدام نے محترم صاحبزادہ صاحب کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ سب سے پہلے محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے محترم موصوف کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنایا۔ اور شرفِ مصافحہ و معانقہ حاصل کیا۔ ازاں بعد محترم موصوف نے ازراہِ شفقت و ذرہ نوازی پلیٹ فارم پر موجود خدام کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ سامان کی چیکنگ کے بعد محافظ خدام کے جلو میں جونہی آپ پلیٹ فارم سے باہر تشریف لائے، صف بستہ کھڑے احباب نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اور اھلاً و سھلاً و مرحبا کے فلک شگاف نعروں سے موصوف کا استقبال کیا۔ تمام احباب نے محترم موصوف کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب نے یکے بعد دیگرے ہر ایک کو مصافحہ و معانقہ کا شرف بخشا۔

والہانہ استقبال کا یہ منظر احمدی احباب کے لئے تو انتہائی رُوح پرور تھا ہی۔ بلاشبہ اغیار بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ پلیٹ فارم سے باہر ایک جمِ غفیر تھا جو محترم صاحبزادہ صاحب کی پُرکشش شخصیت اور تبسم ریز نورانی چہرے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ان کا یہ تاثر نمایاں طور پر نظر آرہا تھا۔ اور یہی چیز گنتی کے احباب جماعت کی دلی مسرتوں میں اضافہ کا موجب بن رہی تھی۔

تمام احباب سے ملاقات کے بعد محترم موصوف بذریعہ کار مکرم یعقوب احمد صاحب کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کار کے پیچھے چوڑی اور سپاٹ سڑک پر محافظ خدام کی جیپ بھی انتہائی برق رفتاری کے ساتھ رواں تھی۔ حیدرآباد سے دہلی۔ اور پھر دہلی سے رُوڑکی کا ایک طویل سفر اختیار کرنے کے باعث چونکہ محترم صاحبزادہ صاحب کی طبیعت قدرے مضمحل تھی لہذا آپ نے کسی قدر آرام فرمایا۔ ازاں بعد ملاقات کی غرض سے آنے والے شرفاء و معززین شہر کا ایک تانتا لگ گیا۔ جن سے موصوف کافی رات گئے تک ملاقات و گفتگو فرماتے رہے۔

ملاقات کا یہ سلسلہ دوسرے روز یعنی ۲۵ اخاء کو بھی جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ملاقات کرنے والے اصحاب میں پیر جی سید بشیر حسین صاحب بھی (جنکا ذکر اُوپر ہو چکا ہے) اپنے چھوٹے بھائی اور ایک شاگرد کے ہمراہ تشریف لائے محترم صاحبزادہ صاحب سے کافی دیر تک شرف ملاقات و گفتگو حاصل کرنے کے بعد موصوف نے بے حد اصرار کے ساتھ جماعتی لٹریچر طلب کیا۔ اور جاتے ہوئے محترم موصوف کی خدمت میں دُعا کی درخواست بھی کی۔ اور اس طرح گویا اپنے عمل سے انہوں نے از خود اپنے شائع شدہ فتویٰ کی تردید کر دی فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

مورخہ ۲۵ اخاء کو بعد نمازِ ظہر و عصر محترم موصوف احباب جماعت ہائے احمدیہ یو۔ پی کی ایک مشاورتی کانفرنس (جس کی تفصیل آئندہ آئیگی) میں رونق افروز رہے۔ یہاں سے فراغت کے بعد بوقت چار بجے شام روٹری کلب کی میٹنگ تھی چونکہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اور شاہجہانپور کے مخلص احمدی دوست مکرم ڈاکٹر قریشی محمد عابد صاحب روٹری کلب کے ممبر ہیں لہذا ہر دو روٹیرین اصحاب مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی۔ مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل۔ مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام۔ مکرم یعقوب احمد صاحب اور چند دیگر خدام کی معیت میں بذریعہ جیپ روٹری کلب میں تشریف لے گئے۔ جہاں محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے رڑکی میونسپلٹی کے پریذیڈنٹ شری ترلوک ناتھ صاحب اور دیگر اراکین روٹری کلب سے ملاقات و گفتگو فرمائی۔ اور ان کی خدمت میں جماعتی لٹریچر اور دعوتی کارڈ پیش کئے۔ اسی گفتگو کے دوران مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے پریذیڈنٹ صاحب موصوف کے رُوبرو ازراہِ مزاح جب یہ فرمایا کہ "جناب! پہلے تو آپ نے ہمیں انعقادِ کانفرنس کے لئے ٹاؤن ہال دیا اور پھر خود ہی ہال سے بے حال بھی کر دیا" تو موصوف نے انفعالی جذبات کے تحت اکثریت کے دباؤ کے پیشِ نظر اپنی مجبوری اور معذرت کا اظہار فرمایا اور گہرے دلی افسوس کا اظہار کیا۔

مخالفت کی انتہا

احمدیہ کانفرنس کو رُکوانے اور ناکام بنا دینے کے لئے معاندینِ احمدیت اب تک جس قدر مخالفانہ تدابیر اختیار کر چکے تھے جوں جوں کانفرنس قریب آتی جا رہی تھی انہیں احباب جماعت کے جذبۂ ایثار و قربانی۔ خدمتِ دین کی بے پناہ لگن اور عزم اور حوصلہ کے مقابلے میں اپنے تمام منصوبوں کی ناکامی کا احساس شدّت سے محسوس ہو رہا تھا۔ اسی احساس کی تپش کو فرو کرنے کے لئے اب انہوں نے اسلامی شعار، اخلاقی اقدار اور انسانیت کے تقاضوں کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ پھر کیا تھا — ؟ خدام سے جماعتی لٹریچر جس میں قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ کے حوالے بھی موجود تھے لیکر پھاڑا اور پَیروں تلے روندا جانے لگا مسلمان دوکانداروں کو جبرًا احمدیوں کو اشیاء خورد و نوش دینے کی ممانعت کر کے شعبِ ابی طالب اور کربلا کے کربناک حالات پیدا کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ بازاروں اور گلیوں میں جہاں کہیں بھی کوئی احمدی گزرتا دکھائی دیتا شر پسند اور اوباش قسم کے نوجوان حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے شریر بچے ان کے پیچھے لگا دئیے جاتے جو ایسی ایسی غلیظ گالیاں دیتے، اور دلآزار آوازے کستے کہ ایک غیرت مند انسان انہیں اپنی زبان سے دہرانا بھی پسند نہیں کرے گا۔ شاید ایسا کر کے یہ لوگ طائف کے مخالفین کے ساتھ مماثلت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان سب اشتعال انگیز کارروائیوں اور دلآزار حرکات کے باوجود احمدی احباب نے اپنے امام عالی مقام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر پورے طور پر عمل کرتے ہوئے صبر و ضبط کا کامل نمونہ دکھایا۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد

گالیاں سُن کے دُعا دو پاکے دکھ آرام دو
کِبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

کو ہر وقت اپنے لئے مشعلِ راہ بنایا۔ خدا کا شکر ہے جملہ احباب اس کڑے امتحان میں نہایت کامیاب نکلے۔

عام طریق ہے کہ جب انسان عقلی و نقلی دلائل سے عاجز آجاتا ہے تو پھر وہ اپنی طاقت و قوّت کے زعم میں ہاتھا پائی پر اُتر آتا ہے۔ بعینہٖ یہ طریق ہمارے مخالفین نے بھی اپنایا۔ ۲۴ اکتوبر کی شام

قادیان کے ایک نوجوان محمد سلیمان صاحب ہاری کسی ضرورت سے بازار گئے تو ایک مسلمان دوکاندار کی "اسلامی غیرت" جوش میں آگئی اور اس نے یکا و تنہا اور اپنے سے کم عمر نہتے احمدی نوجوان کو زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ اگر اس موقعہ پر ارد گرد کے چند غیر مسلم شریف، دوکاندار بیچ بچاؤ نہ کرتے تو معلوم نہیں کہ صورتِ حال کہاں تک پہنچتی۔ اس پر بھی جب ہمارے نوجوان نے انتہائی صبر و تحمل کا نمونہ دکھایا تو خود اُن غیر مسلم نیک دل انسانوں نے اس وقوعہ کی اطلاع پولیس کو دی۔ حکّام نے فریقین کو پولیس چوکی میں طلب کیا۔ جس پر ہماری طرف سے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل، مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام اور بعض دیگر احباب محمد سلیمان صاحب کے ہمراہ پولیس چوکی میں گئے۔ پولیس مُصر تھی کہ جماعت کی طرف سے دست درازی کرنے والے غیر احمدی نوجوان کے خلاف باضابطہ رپورٹ درج کرائی جائے مگر جماعتی نمائندگان نے عفو اور درگذر کرنے کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ لوگ اپنی نادانی کے سبب ایسا کر رہے ہیں۔ ہم مقدمہ بازی کے لئے یہاں نہیں آئے۔ ہم تو مہر و محبت کی فضا پیدا کرنے اور نیکی کی باتوں کے پرچار کے لئے آئے ہیں۔ اس طرح ہماری طرف سے عفو و درگذر کا جو بہترین نمونہ پیش کیا گیا اس سے متعلقہ غیر احمدی اشخاص نے جو اثر لیا وہ تو اپنی جگہ ہے، بفضلہ تعالےٰ پولیس حکام بہت زیادہ متاثر ہوئے۔

احباب کی آمد

جوں جوں کانفرنس کی تاریخ قریب آتی جا رہی تھی مہمانوں کی آمد میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ اب مہمانوں کی رہائش کا مسئلہ اپنی انتہائی شدّت کے ساتھ درپیش تھا۔ گو مکرم یعقوب احمد صاحب کی شرافتِ طبع اور اخلاص و مقبولیّت کے پیشِ نظر ان کے بہت سے غیر مسلم احباب نے اپنے اپنے کوارٹروں میں سے ایک ایک کمرہ خالی کر دیا تھا۔ تاہم احباب کی تعداد کے پیشِ نظر وہ کمرے بے حد ناکافی تھے۔ گو احباب کی تکلیف کے پیشِ نظر فکر ضرور دامن گیر تھی۔ مگر ہر احمدی کو یہ یقین بھی تھا کہ اللہ تعالےٰ ضرور اپنی قدرت کا جلوہ دکھائیگا۔ ہمارے غیر احمدی بھائی تو اس صورتِ حال سے نہ صرف محظوظ ہو رہے تھے بلکہ انہوں نے اس موقعہ پر بھی اپنی عادت سے مجبور ہو کر احمدیوں کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ واقعہ یوں ہے کہ کوارٹروں میں رہائش پذیر احمدی احباب کی کثرتِ آمد و رفت کو دیکھ کر مخالفین نے کی طرف سے ایک جعلی شکایت نامہ متعلقہ محکمہ کے آفیسر کو دیا جس میں یہ بات گھڑی کہ احمدیوں نے مجھے (چوکیدار کو) ڈرایا اور دھمکایا ہے۔ مگر جب چوکیدار سے پوچھ تاچھ کی گئی تو مخالفین کی تمام سازش بے نقاب ہو گئی۔

الغرض ایسی فکرمندی کی حالت میں اللہ تعالےٰ نے خاص فضل کیا۔ اور ایک غیر مسلم ہندو دوست شری چندر شیکھر صاحب نگران شری گاندھی بال نکیتن (بچوں کا سکول) کے دل میں تحریک کی اور انہوں نے ہماری طرف سے اس ضرورت کا اظہار ہوتے ہی نہ صرف سکول کے چار وسیع ہال خالی کروا دیئے بلکہ مہمانوں کی سہولت کے پیشِ نظر اتوار کی چھٹی کے علاوہ بروز سوموار مورخہ ۲۶ر اخاء کو بھی سکول میں عام تعطیل کر دی۔ ہم اُن کے اِس مخلصانہ تعاون کے لئے تہہ دل سے مشکور ہیں۔

تیاری و تقسیم طعام کا انتظام مشن ہاؤس میں ہی رکھا گیا تھا جو "شری گاندھی بال نکیتن" سے بالکل قریب تھا۔ ۲۵ر تاریخ کی صبح تک قادیان۔ دہلی۔ یادگیر۔ بمبئی۔ کانپور۔ راٹھ امروہہ۔ بریلی۔ شاہجہانپور۔ پور قاضی۔ میرٹھ۔ انچولی۔ بجوپورہ۔ خانپور۔ انبیٹہ۔ سردار نگر۔ کھڈا۔ جھلا داں۔ صابر نگر۔ بھوگاؤں اور کوپخ وغیرہ جماعتوں کے بفضلہ تعالےٰ تقریباً ڈیڑھ صد احمدی احباب رُڑکی پہنچ گئے۔ باہر سے آنے والے زیرِ تبلیغ غیر احمدی احباب کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

حکّام سے ملاقاتیں

مخالفینِ احمدیت کی طرف اب تک جس طور سے پروپیگنڈا کیا جاتا رہا اور افسرانِ بالا کو جماعتِ احمدیہ سے جس غلط طریق پر متعارف کرانے کی کوشش کی گئی اس کے پیشِ نظر ضروری سمجھا گیا کہ ایک جماعتی وفد جملہ سرکاری حکام تک پہنچے اور انہیں صحیح جماعتی مطمح نظر اور کانفرنس کی غرض و غایت سے آگاہ کرے۔ چنانچہ اس غرض سے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل۔ مکرم یعقوب احمد صاحب۔ مکرم مظاہر حسن صاحب۔ مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد۔ اور مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش پر مشتمل ایک ڈیپوٹیشن متعلقہ حکام سے ملا۔ اُن سے زبانی گفتگو کی اور اُن کی خدمت میں جماعتی لٹریچر و انویٹیشن کارڈ پیش کئے۔ یہ اقدام بفضلہ تعالےٰ بے حد مفید اور کارآمد نتائج کا حامل ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

مشاورتی کانفرنس

مورخہ ۲۵ر اخاء کو بعد نماز ظہر و عصر بوقت ۱/۲ ۳ بجے شام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں جماعت ہائے احمدیہ یو۔ پی کے احباب کی ایک مشاورتی کانفرنس "شری گاندھی بال نکیتن" کے وسیع ہال میں منعقد ہوئی۔ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے احباب کو اس مخالفانہ ماحول میں انتہائی صبر و تحمّل کا نمونہ دکھانے اور دُعاؤں پر زور دینے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے احمدی نوجوانوں کی توجہ سلسلہ کے لٹریچر کا بکثرت مطالعہ کرنے کی طرف بھی مبذول کروائی۔ محترم موصوف کے اس مختصر مگر ازحد ایمان افروز خطاب کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے احباب کو آئندہ صوبائی کانفرنس کے سلسلہ میں اپنی آراء کے اظہار کا موقعہ دیا۔ نمائندگان کے سامنے آئندہ کانفرنس کے لئے آگرہ اور امروہہ دو مقامات زیرِ غور تھے۔ بالآخر اتفاقِ رائے سے طے پایا کہ آئندہ صوبائی کانفرنس امروہہ (ضلع مرادآباد) میں رکھی جائے۔ اس کانفرنس کے سلسلہ میں ہونے والے اخراجات کا نصف حصّہ جماعتِ احمدیہ امروہہ کی جانب سے شرح صدر کے ساتھ مکرم ضمیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ امروہہ نے برداشت کرنے کا وعدہ کیا، بقیّہ نصف اخراجات کی ذمّہ داری دیگر نمائندگانِ جماعت نے اٹھائی وفّقھم اللّٰہ بایفاء عھدھم۔ اس فیصلہ کے بعد آنے والے تمام احباب کا فرداً فرداً تعارف کرایا گیا۔ اور اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہُوا۔

تعمیر جلسہ گاہ

اگرچہ ٹاؤن ہال یا نہرو سٹیڈیم ہر دو پبلک مقامات تھے اور کوئی بھی فرد قانوناً اس بات کا مجاز نہیں تھا کہ وہ حکّامِ بالا کی کسی خصوصی ہدایت کے بغیر کسی مخصوص جماعت کے لئے ان ہر دو پبلک مقامات کے دروازے بند کر دے مگر قربان جائیے اللہ تعالےٰ کی نہاں در نہاں قدرتوں پر کہ اس کی مشیّت بہت پہلے سے کانفرنس کے لئے ان سب جگہوں سے بہتر جگہ منتخب کر چکی تھی۔ مقامی طور پر مناسب جگہ کے حصول کے لئے تگ و دو جاری تھی کہ دہلی میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی ملاقات، جین منی شری سُشیل کمار جی پردھان آل انڈیا جین سبھا سے ہوگئی۔ باتوں باتوں میں جب رُڑکی کانفرنس اور اس سلسلہ میں درپیش مشکلات کا ذکر آیا تو موصوف نے فوراً رُڑکی میں واقع جین دھرم شالہ کے سیکرٹری کے نام ایک دستی چٹھی تحریر کر کے محترم مولوی صاحب موصوف کو دیدی جس میں سیکرٹری صاحب مذکور کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے ساتھ کانفرنس کے سلسلہ میں درپیش مشکلات کو دُور کرنے میں ہر ممکن تعاون کریں۔ جب یہ چٹھی سیکرٹری صاحب مذکور کی خدمت میں پیش کی گئی تو انہوں نے کمال خندہ پیشانی سے نہ صرف جین دھرم شالہ سے ملحقہ بی۔ٹی گنج کے وسیع و عریض میدان میں کانفرنس کے انعقاد اور بجلی کے استعمال کی اجازت دے دی بلکہ ضرورت پڑنے پر دھرم شالہ کے کمرے بھی خالی کر دینے کی پیشکش کی۔ اللہ تعالیٰ اس خصوصی تعاون کا ان ہر دو اصحاب کو بہتر اجر عطا فرمائے آمین۔ (اخبار بدر کی گزشتہ اشاعت میں سہواً مقام اجتماع کا نام غلط طبع ہو گیا ہے)

۲۵ر اخاء (اکتوبر) کی شام کو انعقادِ جلسہ سے چند گھنٹے قبل بی۔ٹی گنج کا میدان جس میں اناج کی منڈی ہے خالی کر دیا گیا۔ مکرم چوہدری عبد السلام صاحب منتظم تعمیر جلسہ گاہ کی سرکردگی میں متعلقہ خدام نہایت تندہی اور جانفشانی کے ساتھ جلسہ گاہ کی تعمیر میں مشغول ہو گئے۔ میدان کے ایک وسیع حصّہ کو خوبصورت قناتوں سے گھیر دیا گیا۔ دھرم شالہ کے بالکل سامنے سٹیج تیار کر کے سفید چادروں اور گاؤ تکیوں سے نشستیں بنائی گئیں۔ سٹیج کے اُوپر خوبصورت سائبان نصب کر دیئے گئے۔ احبابِ جماعت اور عام سامعین کے لئے دریاں بچھا دی گئیں۔ جبکہ خاص مدعوین کے لئے کثیر تعداد میں کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کے چاروں طرف نصب کردہ قناتوں اور شامیانے پر پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم اشعار و رُوح پرور ارشادات پر مشتمل رنگ برنگ کے کپڑوں پر جلی حروف میں لکھے خوبصورت اور جاذبِ نظر قطعات آویزاں تھے۔ اور یوں ایک قلیل ترین وقت میں جلسہ گاہ کو جملہ لوازمات سے آراستہ و پیراستہ کر دیا گیا۔

کانفرنس کا پہلا دن

جلسہ پیشوایانِ مذاہب

حسبِ پروگرام جماعتہائے احمدیہ یو۔ پی کی پانچویں سالانہ کانفرنس کا پہلا اجلاس مورخہ ۲۵ اکتوبر کو بوقت ۱/۲ ۷ بجے شب بی۔ٹی گنج کے وسیع و عریض احاطہ میں جو عتی

روایات کے مطابق انتہائی پُر وقار ماحول میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت کے فرائض مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے سرانجام دیتے تھے۔ جونہی محترم موصوف کی جیپ احاطہ جلسہ گاہ میں داخل ہوئی فضا اسلامی نعروں سے گونج اُٹھی۔ موصوف کے صدارتی نشست پر رونق افروز ہونے کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تلاوت قرآن پاک اور مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی نظم کے ساتھ اس بابرکت کانفرنس کا آغاز عمل میں آیا۔

استقبالیہ

تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل صدر مجلس استقبالیہ نے اپنا مقالۂ استقبالیہ پڑھ کر سُنایا۔ جس میں موصوف نے حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی بعثت، مشن اور جماعتِ احمدیہ کی طرف سے جلسہ ہائے پیشوایانِ مذاہب کے انعقاد کے مقصد و ضرورت پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔

افتتاحیہ تقریر

صوبائی کانفرنس کے افتتاح کے لئے جناب پروفیسر جندر کیا پرشاد صاحب رڑکی یونیورسٹی کی بیش قیمت خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ چنانچہ موصوف نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں قومی یکجہتی کی ضرورت کو پیش کرتے ہوئے جلسہ پیشوایانِ مذاہب کے انعقاد کو ایک مستحسن اقدام قرار دیا۔ اور اس سلسلہ میں جماعتی مساعی کا شکریہ ادا کیا۔

مکرم پروفیسر صاحب کی تقریر کے بعد جناب مہندر کمار صاحب جین آف منگلور نے جملہ پیشوایانِ مذہب کی تعظیم و احترام کے قیام کیلئے اس اجلاس کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کو شکریہ اور مبارکباد کا تحفہ پیش کیا۔ آخر میں آپ نے پیشوایانِ مذاہب کی خدمت میں خلوص و عقیدت سے پُر اپنی ایک نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

اس نظم کے بعد مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک انتہائی دلچسپ اور مبسوط تقریر کی۔ آپ نے فی زمانہ قیام امن کی اشد ضرورت کو پیش کرنے کے بعد عالمی امن کے قیام کے لئے اسلام اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ سنہری اصول بیان کئے۔ اس ضمن میں موصوف نے اسلام کے پیش کردہ ربّ العالمین خدا کا تصور اور مساواتِ انسانی پر سیر حاصل بحث کی۔ نیز رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں جماعتِ احمدیہ کے والہانہ جذبۂ عشق و فدائیت کا ذکر کیا۔ الحمد للہ محترم موصوف کی یہ تقریر سامعین بالخصوص غیر مسلم احباب میں بہت زیادہ مقبول ہوئی اور حاضرین نے انتہائی دلچسپی سے سماعت کی۔

اس اجلاس کی چوتھی تقریر جناب مہندر پرتاپ سنگھ صاحب ایڈووکیٹ نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ ہر مذہب ایک ہی خدا کا تصور پیش کرتا ہے۔ پس ہم سب مذاہب کے ماننے والوں کو ایک جگہ پر بیٹھ کر سوچنا ہوگا کہ سوشلزم و کمیونزم کی یلغار سے مذہب کو کیونکر محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

پانچویں تقریر جناب ڈاکٹر پون کمار صاحب جین نے بانیٔ جین دھرم رشی مہاویر جی کی سیرت و تعلیمات کے موضوع پر کی۔ آپ نے بتایا کہ رشی مہاویر کا وجود صرف جین دھرم کے لئے نہیں تھا بلکہ اُن تمام مذاہب کے لئے تھا جو اس وقت ہندوستان میں پائے جاتے تھے۔

اس تقریر کے بعد عزیزم مظفر احمد نقش متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے یوگیراج شری کرشن جی مہاراج" کی شان میں ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔

اس اجلاس کی چھٹی تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تعلیمات کے موضوع پر کی آپ نے اپنی تقریر میں حضور علیہ السلام کے پیش کردہ اُن زرّیں اصولوں کا ذکر کیا جن کو اختیار کر کے ہی دُنیا میں پُر امن معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔

محترم مولوی صاحب موصوف کے بعد جناب پی۔آر شرما صاحب نے اس نوع کی کانفرنس منعقد کرنے پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد دی۔ اور اپنی تین رُباعیاں پیش کر کے حاضرین کو محظوظ کیا۔

ازاں بعد جناب پنڈت رام چندر جی جیوتشی گنگا نے جماعت کی مذہبی رواداری اور بلندیٔ اخلاق سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرنے کے بعد مختصراً سناتن دھرم کی تعلیمات پر روشنی ڈالی۔

اس اجلاس کی نویں تقریر جناب پادری سٹینلے ریمزے صاحب نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی سیرت و تعلیمات کے موضوع پر کی۔ آپ نے آغازِ تقریر میں جماعتِ احمدیہ کا شکریہ بھی ادا کیا۔

پادری صاحب موصوف کے بعد ایک غیر مسلم خاتون مس سرلا ورما آف بہار نپور نے خالقِ کائنات کے وجود کی شناخت کی اہمیت و ذرائع پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بائیبل۔ وید۔ گیتا اور گورو گرنتھ صاحب کے متعدد حوالجات پیش کر کے اپنے مطمحِ نظر کو واضح کیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و پاکیزہ تعلیمات کے موضوع پر کی۔ اس ضمن میں موصوف نے حضور علیہ السلام کے مقصد بعثت کی وضاحت کے بعد آپ کے بعض کارناموں کا بھی ذکر کیا۔

اختتامی خطاب

آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے سامعین کو ایک بصیرت افروز خطاب سے نوازا۔ محترم موصوف نے معززین حضرات، معزز سامعین اور حکام کا شکریہ ادا کرنے کے بعد قومی یکجہتی کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت، مشن، جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات اور بنی نوع انسان کے ساتھ اس کے جذبۂ ہمدردی کو نہایت دلنشین پیرائے میں واضح کیا۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کا یہ رُوح پرور خطاب انتہائی دلچسپی اور انہماک کے ساتھ سُنا گیا۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی اس اختتامی تقریر کے ساتھ ہی ٹھیک ۱۲ بجے شب کانفرنس کا پہلا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں حاضرین کی تعداد اڑھائی تین ہزار کے درمیان رہی۔ جن میں غیر مسلم مردوں اور عورتوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد غیر از جماعت مسلمانوں کی بھی تھی۔ جو جلسہ کی گوناں گوں جاذبیت اور جماعتِ احمدیہ کے حسنِ کردار کے سبب خود بخود کھچے چلے آئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجلاس کے اختتام پر پولیس حکام اور معززینِ شہر ایک جذبۂ بے اختیار کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی طرف بڑھے۔ اور ہر ایک نے محترم موصوف کی خدمت میں کانفرنس کی کامیابی اور جماعتِ احمدیہ کے بلند کردار و نیک عملی نمونہ کے تئیں اپنی نیک خواہشات اور خوشنودی کا اظہار کیا۔

بک سٹال

وسیع پیمانے پر لٹریچر کی مفت تقسیم کے علاوہ کانفرنس کے ہر دو اجلاسوں کے انعقاد کے موقعہ پر مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مقامی مبلغِ سلسلہ کی نگرانی میں احاطہ جلسہ گاہ کے اندر ایک بُک سٹال بھی قائم کیا گیا تھا۔ جس سے بے شمار مسلم و غیر مسلم احباب نے قیمتاً اور مفت لٹریچر حاصل کیا۔ بک سٹال کی ترتیب و نگرانی میں مکرم خان عبد الحمید صاحب آف میرٹھ، مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر اور بعض طلباء مدرسہ احمدیہ قادیان نے بھی خاطر خواہ حصہ لیا۔ فجزاہم اللہ خیراً۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی روانگی

آل انڈیا احمدیہ مسلم کانفرنس چنتہ کنٹہ میں شمولیت اور گرد و پیش کی جماعتوں کے دورہ کے سلسلہ میں چونکہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو ایک طویل عرصہ قادیان سے باہر گزارنا پڑا، اور آپ کی عدم موجودگی کے باعث بہت سے اُمور تشنۂ تکمیل پڑے تھے۔ لہٰذا مقررہ پروگرام کے مطابق ۲۵ اکتوبر کے اجلاس سے فراغت کے بعد محترم موصوف ۲۶ اکتوبر کو بوقت ۵½ بجے صبح بذریعہ بس دہلی روانہ ہو گئے۔ جہاں بعض ضروری اُمور کی انجام دہی میں کچھ وقت صرف ہوا۔ ان امور کی انجام دہی سے فارغ ہو کر آپ اسی روز بذریعہ ریل روانہ ہو کر مورخہ ۲۷ اکتوبر کو بخیریت قادیان میں مراجعت فرما ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

کانفرنس کا دُوسرا دن!

حسبِ پروگرام صوبائی کانفرنس کا دوسرا اجلاس محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج مہاراشٹر کی صدارت میں مورخہ ۲۶ اخاء (اکتوبر) کو بوقت ۷½ بجے شب منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی کارروائی عزیز نور الاسلام متعلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوت کلام پاک اور مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری کی نظم کے ساتھ شروع ہوئی۔

تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے ایک گھنٹہ سے زائد افتتاحی خطاب فرمایا۔ اپنی اس تقریر میں ملکی اتحاد و قومی یکجہتی کے موضوع پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد فاضل مقرر نے صوبائی کانفرنس کے سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات کا ذکر کیا۔ اپنے اِس پُر اثر و دلچسپ خطاب کے آخر میں موصوف نے برادرانِ اسلام اور غیر مسلم بھائیوں سے اپیل کی کہ وہ احمدیت کے رُوح پرور پیغام پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ محترم موصوف کی یہ تقریر بے حد پسند کی گئی۔

افتتاحی صدارتی تقریر کے بعد مکرم مولوی

محمد کریم الدین صاحب شاہد نے عقائد و تعلیماتِ احمدیت کے موضوع پر ایک سلجھی ہوئی تقریر فرمائی اس ضمن میں فاضل مقرر نے وفات و حیاتِ مسیح ناصری اور ختم نبوت جیسے مختلف فیہ مسائل کے بارے میں جماعتی نقطہ نگاہ کو دلنشین پیرائے میں بیان کیا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر شری مہندر شرما صاحب (آریہ سماج) نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ مذہب کی اصل غرض بندے کو خدا تک پہنچانا ہے۔ فی زمانہ جتنے بھی مذاہب پائے جاتے ہیں۔ گو ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں مگر فی الحقیقت ان سب کا مطمح نظر ایک ہی ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم مذہبی اختلافات کو باہمی اختلافات و شکر رنجی کا باعث بنانے کی بجائے انسانیت کے تقاضوں کو بھی پورا کریں۔

قرار دادِ تعزیت

اس موقعہ پر مکرم مظاہر حسن صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ رڑکی نے شہر کی معروف شخصیت پنڈت بارو مل صاحب ایڈووکیٹ کی وفات پر جماعت احمدیہ کی جانب سے قرار دادِ تعزیت پیش کی اور ان کے لواحقین کے اس غم میں شریک ہونے کے لئے جملہ سامعین سے دو منٹ کی خاموشی اختیار کرنے کی اپیل کی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے آخری زمانے کی علامات کے موضوع پر کی۔ موصوف نے آخری زمانے سے متعلق قرآن کریم۔ احادیث نبویؐ اور ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں بیان شدہ متعدد پیشگوئیوں کا ذکر کرتے کرتے ہوئے موجودہ زمانے میں ان کا پورا ہونا ظاہر کیا۔ اور بتایا کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ موصوف کے اس دلچسپ خطاب کو غیر مسلم طبقے نے بے حد پسند کیا۔

آخر میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اپنی اختتامی تقریر میں جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد بیان کرنے کے بعد مخالفین کی معاندانہ کوششوں کے باوجود ایک قلیل ترین عرصہ میں اس کی بے مثال کامیابی کا ذکر کیا۔ جماعتِ احمدیہ کے بنیادی عقائد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور تبلیغ و اشاعتِ دین میں ہم سے تعاون کریں۔ آخر میں محترم موصوف نے تمام اہالیانِ شہر، منتظمین جین دھرم شالہ، حکام اور پولیس کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اور یوں اجتماعی دعاؤں کے ساتھ جماعت احمدیہ یو۔پی کی یہ صوبائی کانفرنس نہایت درجہ کامیابی و کامرانی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔ اس اجلاس میں حاضرین کی تعداد تقریباً ۲۰۰۰ ۲۵۰۰ کے درمیان تھی۔ فالحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

مومنانہ فرطِ مسرّت کا عدیم المثال مظاہرہ

شروع میں ماحول کی نامساعدت کو دیکھتے ہوئے تا اختتامِ کانفرنس ہر مخلص احمدی کا دل انجانے خدشات سے مضطرب دکھائی دیتا تھا۔ مگر جونہی کانفرنس کا دوسرا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا، احباب کی زبانیں خدا تعالےٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے ایمان افروز جلوے دیکھ کر بے اختیار حمد و ثناء کے ترانے گانے لگیں۔ فی الحقیقت وہ لمحات صرف دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے جب اپنے گرد و پیش سے بے خبر تمام احباب ایک دوسرے کو سینے سے لگائے خلوص و مبارکباد کا گراں بہا ہدیہ پیش کر رہے تھے۔ ہر احمدی فرطِ مسرت سے یوں جھوم رہا تھا گویا زمانے بھر کی دولت اس کے قدموں تلے ڈال دی گئی ہو۔ فی الحقیقت وہ شب شبِ برات تھی جس نے احمدیت کے لئے فتح و کامرانی کے ہار گوندھے۔ اور اغیار کے منصوبوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

ماحول میں خوشگوار تبدیلی

کانفرنس کے انعقاد سے کچھ روز پہلے یہ اطلاع ملی تھی کہ معاندینِ احمدیت نے کانفرنس میں گڑبڑ پیدا کرنے کے لئے باہر سے غنڈوں کے دو ٹرک منگوائے ہیں (واللہ اعلم بالصواب) اس اطلاع کے پیشِ نظر خدشہ تھا کہ مبادا حالات کی بڑھتی ہوئی نامساعدت کانفرنس پر اثر انداز ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ کے غیر معمولی تصرف اور حکامِ بالا کے خصوصی تعاون کے نتیجہ میں پہلے روز کے اجلاس کے بعد ہی ماحول میں ایک نمایاں تبدیلی محسوس کی جانے لگی اور دوسرے روز کی کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے بعد تو ہوا ہی بدل گئی۔ غیر مسلم احباب تو پہلے ہی جماعت کے مداح تھے، اب مسلم حلقوں میں بھی جماعتِ احمدیہ کے مبنی برحقائق خیالات کے چرچے ہونے لگے۔

شکریۂ خاص

اس موقعہ پر جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب سہارنپور، جناب ایس۔پی صاحب سہارنپور۔ جناب ایس۔ڈی ایم صاحب رڑکی۔ جناب ڈی۔ایس۔پی صاحب رڑکی۔ اور لوکل پولیس کا شکریہ ادا کرنا بھی انتہائی ضروری ہوگا جن کی بر وقت مداخلت اور ہر ممکن تعاون کے نتیجہ میں ماحول کی بڑھتی ہوئی کشیدگی پر قابو پا لیا گیا۔ نظارت امورِ عامہ کی جانب سے بھی ان حکام کو شکریہ کے ٹیلیگرام اور چٹھیاں بھجوا دی گئی ہیں۔

ذکرِ الٰہی سے معمور ایّام

کانفرنس کے ان ایّام میں بفضلہٖ تعالےٰ پنجگانہ نمازوں کی باجماعت ادائیگی کا خصوصی اہتمام رہا۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد کی اقتداء میں شری گاندھی بال نکیتن کے وسیع ہال میں تمام احباب نمازوں میں بالالتزام شریک ہوتے رہے۔ نیز حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر اللہ تعالےٰ سے نصرت و برکت طلب کرتے رہے۔ احباب کو ذکرِ الٰہی اور خصوصی دعاؤں پر زور دینے کی خاص تلقین کی گئی تھی۔ اس لئے ہر زبان ہمہ وقت دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ کانفرنس کے تمام لمحات اس قدر پُر کیف اور رُوح پرور تھے کہ ان کی یاد لوحِ ذہن سے کبھی محو نہیں ہو سکتی۔

مجالسِ مذاکرات

اس مختصر سے قیام کے دوران کتنی ہی سعید روحیں تھیں جنہیں احمدیت کی رُوح پرور تعلیمات سے متعارف ہونے کا موقعہ ملا۔ متلاشیانِ حق و صداقت گروہ در گروہ دار التبلیغ اور شری گاندھی بال نکیتن میں محض اس غرض سے کھنچے چلے آتے کہ جماعت احمدیہ کے بارے میں ان کے شکوک کا ازالہ ہو تحقیقِ حق کی غرض سے آنے والے ان دوستوں کا صبح سے لے کر رات گئے تک تانتا بندھا رہتا۔ اور جماعت کے اہلِ علم احباب نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ محبت و پیار کے ماحول میں گھنٹوں ان کی رُوحانی تشنگی کو دُور کرنے کا سامان کرتے رہے شکرَ اللہُ سَعْیَھُمْ۔

قدرت کے جلوے

اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خلیفہ کی پُر سوز دعاؤں کے طفیل ہر ہر گام پر اپنی قدرتوں کے ایسے عظیم الشان جلوے ظاہر کئے کہ اہلِ ایمان کی رُوح اپنے مولا کی غیر معمولی تائیدات کو دیکھ کر جھوم اٹھی۔

★ — مکرم فتح محمد صاحب نانبائی درویش بیان کرتے ہیں کہ مخالفین کی انگیخت پر جب روٹی پکانے والے نے جواب دے دیا تو تنور کی تلاش کی گئی۔ اسی تگ و دو میں ایک عورت سے تنور کی بابت دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چھ ماہ سے زائد عرصہ سے اس نے ایک تنور بنا کر رکھا ہوا تو ہے۔ مگر ابھی تک اس کا کوئی خریدار نہیں مل سکا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے چھ ماہ قبل ہی تنور کا انتظام کر رکھا تھا۔

★ — مکرم غلام قادر صاحب درویش بیان کرتے ہیں کہ انہیں رڑکی میں ایک باریش بزرگ ملے اور یہ معلوم کر کے کہ ہم لوگ قادیان سے آئے ہیں، انتہائی پُر رُعب آواز میں فرمایا کہ آپ لوگوں نے یہاں آنے میں بہت دیر کر دی مجھے تو ایک [illegible] بذریعہ کشف کانفرنس کی کامیابی کی اطلاع دے دی گئی تھی۔

★ — کانفرنس میں شریک ہونے والے احباب کی کل تعداد صرف ۱۵۰ تھی۔ لیکن اسے غیر معمولی تصرفِ الٰہی ہی کہئے کہ یہی معمولی تعداد مخالفین کی نگاہوں میں ہزاروں تک پہنچی ہوئی تھی۔ جس کا اظہار اُن میں سے اکثر نے ہمارے سامنے بھی کیا۔

★ — کہاں تو وہ عالم تھا کہ مخالفین کانفرنس کو ناکام بنا دینے پر تُلے ہوئے تھے اور کہاں یہ وقت آ گیا کہ خود ان کی زبانیں یہ کہنے پر مجبور ہو گئیں کہ آپ لوگوں نے ہمیں اپنی کانفرنس میں غیر مسلموں کے سامنے ذلیل کر دیا ہے۔

★ — پھر یہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کا تصرف تھا کہ کانفرنس میں شامل ہونے والے تمام احباب کا اس نے اس رنگ میں انتخاب فرمایا کہ ہمیں معمولی سے معمولی ضرورت کے لئے بھی کسی غیر کا محتاج نہیں ہونا پڑا۔ فنشکر اللہ علیٰ ذٰلک۔

احباب و خدّام کا ایثار

اس موقعہ پر جملہ خدام اور احباب جس [illegible] ایثار اور تندہی و جانفشانی سے اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دیئے اس کے لئے سب ہی برابر کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ہر فرد کے دل میں بس ایک ہی لگن تھی کہ جیسے بھی ہو کانفرنس کو کامیاب بنایا جائے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

غیر مسلم و غیر احمدی احباب کا تعاون

مخالفت کے اس گڑھ میں خدا تعالیٰ نے کچھ ایسے نیک دل لوگوں کو بھی کھڑا کر دیا جنہوں نے اکثریت کے دباؤ میں نہ آ کر جماعت کو ہر ممکن تعاون دینے کی کوشش کی اس ضمن میں مندرجہ ذیل اصحاب کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں — مہندر پرتاپ سنگھ صاحب ایڈووکیٹ، اسے پی بھٹناگر صاحب۔ ڈاکٹر یون کمار صاحب۔ پریذیڈنٹ و سیکرٹری صاحبان دگمبر جین سبھا۔ پریذیڈنٹ و سیکرٹری صاحبان سناتن دھرم سبھا۔ ماسٹر کشن چند صاحب [illegible] اور ان کی ہمشیرہ محترمہ شانتی دیوی [illegible] جناب انوار حسین صاحب ایڈووکیٹ۔ حکیم ناظم حسن صاحب۔ ولائتی رام صاحب سیٹھی۔ محمد افضال صاحب آف خانپور۔ مزاز حسین صاحب خانپور اور مسٹری سخندر خان صاحب — اللہ تعالےٰ ان جملہ احباب کو ان کے اس تعاونِ خصوصی کے صلہ میں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس کانفرنس کے انعقاد کو بہت سی سعید روحوں کی ہدایت و رہنمائی کا سبب بنائے تاکہ یہ علاقہ بھی اسلام و احمدیت کے نور سے منور ہو سکے۔

رمضانُ المبارک میں

فِدیۃ الصّیام اور انفاقِ مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل، بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزہ کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی مجبوری و معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، اس کو اسلامی شریعت نے فِدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان مبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلان ہذا گزارش کروں گا کہ ان میں سے جو احباب پسند فرمادیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے، تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرمادیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگیٔ فرض بھی ہو جائے گا اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی رمضان شریف میں روزہ رکھنے والوں کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق سنّتِ نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان مبارک میں نبی اکرم صلّے اللہ علیہ وسلّم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔ پس قربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احباب کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجا لانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور رمضان مبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین ۔

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

اداریہ ...... بقیہ صفحہ (۲)

ہر ایک قسم کی تدبیریں اور مکر سوچ جس قدر چاہو —— پھر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اس کا ہاتھ غالب ہے —— نادان کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ میں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دوں گا۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پیرؤوں کو آنکھیں بخشتا اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے۔ اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔ اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶)

پس مبارک ہے وہ جو ان سب باتوں کو بگوشِ ہوش سُنتا اور دل میں جگہ دیتا ہے اور اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا کا موجب ہو اور ہر ایسی کارروائی سے توبہ کر لیتا ہے جو خدا کے غضب کو بھڑکانے والی اور اس کا عذاب نازل کرنے والی ہو —— اس لئے کہ جس طرح خدا پر افتراء بہت بڑا ظلم ہے اسی طرح سچے رُوحانی وجود کی تکذیب بھی انسان کو سب سے بڑھ کر ظالم بنا دیتی ہے۔ و نعم ما قال المسیح الموعودؑ ؎

افتراء لعنت ہے اور ہر مفتری ملعون ہے
پھر لعیں وہ بھی ہے جو صادق سے رکھتا ہے نقار

—— اَلعِیاذُ بِاللہِ ——

درخواستِ دُعا

خاکسار کے خُسر محترم سید محمود علی صاحب کرنولی گزشتہ رمضان سے مختلف عوارض میں مبتلا چلے آ رہے ہیں۔ کمزوری بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ جملہ بزرگان و احبابِ جماعت سے اُن کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عُمر کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل فرمائے آمین۔

خاکسار: محمد کریم الدین شاہد
مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان۔

بہت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پیٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA - 1

تار کا پتہ:- "Autocentre" | فون نمبر:- 23—1652، 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع - پولیس - ریلوے - فائر بریگیڈ - ہیوی انجینئرنگ، کیمیکل انڈسٹریز، مائنز - ڈیریز، بلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتے ہیں!!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★- آفس و فیکٹری: ۱۰- پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۴۴ — ۲۲۷۲
★- شو روم: ۳/۱ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۳۴ — ۰۴۰۱
★- تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"

وِلادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری بڑی بچی عزیزہ امۃ الرشید بیگم سلمہا اللہ کو مورخہ ۱۵ر اکتوبر بروز جمعرات پہلا بچہ عطا فرمایا ہے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو صحت و عافیت عطا فرمائے۔ نیز عزیز مولود کو نیک صالح اور خادمِ دین بنائے اور لمبی عُمر سے نوازے آمین۔

خاکسار: غلام ربانی درویش قادیان

خط و کتابت کرتے ہوئے چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ (مینیجر بدر)